عبادالرحمٰن
از نور عارف

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

عبادالرحمٰن

از نور عارف

عبادالرحمٰن

از قلم

نور عارف

قسط نمبر 9

—-------------------

www.novelsclubb.com

باب نمبر 9

تعاقبِ عیوب

رات کے اس پہر جہاں لاہور شہر روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا وہیں قدیم لاہور کے وسط میں کھڑی یہ عمارت اندھیروں کا مسکن معلوم ہوتی تھی۔ پرانی لال اینٹوں سے تعمیر کی گئی یہ

تین منزلہ عمارت لاہور کی سینٹرل جیل تھی۔جہاں سے مختلف بے ہنگم قہقہوں اور چیخوں کی آوازیں یہاں کی ویرانی کو مزید ہیبت ناک ثابت کر رہی تھیں۔جیل کے بڑے نیلے گیٹ کو پار کرتے ہوئے قیدیوں کی جیل کی طرف آؤ تو ہر جیل میں کہیں قیدی آپس میں گتھم گتھا تھے تو کہیں خوفناک قہقہے گونج رہے تھے ایسے میں اس آخری کوٹھڑی میں موجود سر جھکائے نقاہت زدہ سا ایک قیدی خاموش نظروں سے روشن دان سے نظر آتے چاند کو دیکھ رہا تھا۔اسکے سر اور چہرے پر بال بڑھے ہوئے تھے۔آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے اور لال آنکھیں اسکی کئی راتوں کی رت جگی بیان کر رہی تھیں۔بے ڈھنگے بوسیدہ سے کپڑوں میں موجود وہ کوئی زندہ لاش محسوس ہوتا تھا۔چاند کو دیکھتے دیکھتے جب آنکھیں تھک گئیں تو اس نے نقاہت سے وہیں بیٹھے بیٹھے آنکھیں موند لیں۔

آنکھیں موندنے پر اسے روشنی نظر آئی کہیں دور سے پھوٹتی ہوئی آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی۔اس روشنی میں دور کہیں ایک سفید جوڑے میں موجود سر پر ٹوپی جمائے بارہ سالہ بچہ قرآن کو سینے سے لگائے ایک شفاف پانی کے جھرنے کے قریب پڑے بڑے پتھر پر ٹھنڈے پانی میں پاؤں لٹکائے سرشار سا بیٹھا تھا۔کچھ لمحوں کے بعد ایک احساس کے زیرِاثر اس بچے نے چونک کر نظریں موڑ کر اس بوسیدہ سے کپڑوں میں موجود نقاہت

زدہ شخص کو دیکھا جو دور فاصلے پر بے حس و حرکت کھڑا اسی کو تک رہا تھا۔اس بچے کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری،اس نے اشارے سے اسے اپنے قریب بلانا چاہا تو وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھے گیا۔وہ بچہ اسے بے حس و حرکت دیکھ لاپرواہی سے سر جھٹک کر مسکرا دیا اور اپنی توجہ ہاتھ میں تھامے سیاہ جلد والے موٹے قرآن پر دوڑائی۔آنکھوں میں محبت کی چمک لیے اس نے قرآن کھولا تو کسی منور روشنی کی کرنوں نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔اس بے حس و حرکت کھڑے شخص کی جانب ایک تاثف بھری نگاہ ڈالی اور دوبارہ قرآن کی جانب متوجہ ہو گیا۔

وعبادالرحمٰن...وعبادالرحمٰن.."اس بچے نے جیسے ہی اپنی ساحرانہ آواز میں تلاوت" شروع کی تو اس شخص کے جسم میں جیسے بجلی سی دوڑ گئی۔وہ بجلی جو اسکی تمام جامد حسیات کو جھٹکا دے گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

جھٹکے سے اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو دوبارہ اسی اندھیر کوٹھڑی میں پایا۔جیل میں بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا شاید سب قیدی سو چکے تھے۔اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔پچھلے کئی دنوں سے یہ پہلا عمل تھا جس پر اس قیدی نے کوئی ردِ عمل دیا تھا ورنہ وہ تو زندہ لاش محسوس ہوتا تھا جو اپنی تمام حسیات کھو چکا تھا۔

عبادالرحمٰن! رحمٰن کے سچے بندے۔" اسکے لب پھڑ پھڑائے، سختی سے اپنی آنکھیں
موندیں اور بغیر رکے کئی بار زیرِ لب 'عبادالرحمٰن' دھراتا رہا۔

"عبادالرحمٰن!"

•••••••••••••••••••••••

لوگ کیوں دوسروں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں؟ وہ کیوں جاسوسوں کی طرح"
رازدارانہ طریقے سے دوسروں کے عیب معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟" ہاتھ میں
تھامے فون کو بے زاریت سے دور رکھتے ہوئے اس نے خدیجہ بیگم سے سوال کیا۔ اسکے وہ
سسرالی جنہوں نے زریب کے ایکسیڈنٹ کے بعد ایک بار مل جانے کے علاوہ رابطہ نہیں
کیا تھا اب وہ مستقیم کی خبر پر گھر کے ہر دوسرے فرد کو فون کر کر کے کرید نا چاہ رہے تھے۔
نویرہ کو چِڑ سی ہوئی اپنی ساس اور نند کے بے تکے سوالوں پر۔ یہاں تک سب ٹھیک تھا
لیکن اب نویرہ کو اسکی ہمسائی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ اسکی نند نے اسے فون کر کے
جاننا چاہا کہ مستقیم کو پولیس نے کیوں پکڑا؟ ڈرگز سمگلنگ میں وہ اکیلا شامل تھا یا پورا

مولویوں کا منافق خاندان ؟اب تجسس اور ہمدردی میں اسکی نند کے کیے سوالات کے جوابات وہ ہمسائی چاہتی تھی۔

کمرے سے نکلتے جبرائیل صاحب نے اسکی جانب دیکھا تھا جو صحن میں خدیجہ بیگم سے سوال کر رہی تھی۔

"جن لوگوں کا حسد انہیں دوسروں کو خوشحالی میں دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا وہ پھریوں ہی اپنے دل کی تسلی کے لیے دوسروں کے عیبوں کا پیچھا کرتے ہوئے اللہ کا قانون بھول جاتے ہیں۔"نویرہ کے چہرے پر غصہ واضح تھا۔اس نے خدیجہ بیگم کی جانب دیکھا ان کے چہرے پر اس لمحے کئی تکلیف دہ تاثرات تھے،اسکا دل دکھا تھا۔

کیا ہے اللہ کا قانون؟"نویرہ نے آہستگی سے پوچھا،اسکے سوال پر انکی نظر کمرے سے نکلتے جبرائیل سے ملی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کا قانون ہے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اسکو رسوا کرنا چاہے گا، تو اللہ اس شخص کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ پڑے گا وہ اسکو ضرور رسوا کرے گا اور وہ شخص رسوا ہو کر رہے گا۔" خدیجہ بیگم نم لہجے

میں بولی تھیں۔ کبھی یہ حدیث انکی تسلی کے لیے جبرائیل صاحب نے انہیں سنائی تھی اور آج وہ اپنی اولاد تک اسے پہنچا رہی تھیں۔

تاریخ دہرائی جارہی تھی، امتحان دہرایا جارہا تھا۔ یہ پہلی بار نہیں تھا کہ وہ لوگوں کے لیے مرکزِ تجسّس بنے تھے، اور یہ بھی پہلی بار نہیں تھا کہ لوگوں ان کے عیبوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ اور یہ بھی پہلی اور آخری بار نہ تھا کہ جو انکی کوتاہیوں اور گناہوں کی تشہیر کے لیے انکے عیوب کے تعاقب میں آئے تھے اللہ انہیں آخرت سے پہلے انہی کے گڑھے میں گرا کر ذلیل کرتا۔

جبرائیل صاحب انکے پاس نہیں بیٹھے تھے وہ سیدھا واشروم کے باہر لگے بیسن پر جھکے تھے وضو کے لیے۔

اسی بغض وعداوت اور کینہ وحسد کی وجہ سے رشتے خراب ہوتے ہیں۔ "نویرہ کی بات پر" خدیجہ بیگم نے وضو کرتے جبرائیل صاحب کو دیکھا۔

وہ اب خاموش رہنے لگ گئے تھے۔ وہ کیوں خاموش تھے؟ انکی خاموشی انکے بیٹے کو مشکوک بنا رہی تھی اور یہی چیز خدیجہ بیگم کے دل میں کھب رہی تھی۔ وہ خاموش رہنے والوں میں سے نہ تھے تو پھر وہ کیوں مستقیم جبرائیل کے معاملے میں خاموش تھے؟

"ہمم! دلوں کی یہ مہلک بیماریاں حسد، بغض، کینہ صرف نیکیوں کو ہی نہیں رشتوں کو بھی اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔" وہ جبرائیل صاحب کے بازوؤں سے ٹپکتے پانی کو بہت توجہ سے دیکھتی کہہ رہی تھیں۔

"زمانہ جتنا بھی ترقی کر جائے لیکن جس طرح انسان کا دل قدیم ہے اسی طرح اس قدیم دل کے مرض بھی قدیم ہی ہیں۔ جدید آلات سے آسمان کا سفر تو ممکن ہے پر دل کے ان امراض کا علاج نہیں۔" انکی سوچ انہیں کہیں بہت پیچھے وقت میں لے گئی۔ انکے رشتوں میں کھوکھلا پن بھی تو بدگمانی سے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں سے شروع ہوتے ہیں یہ دل کے امراض، یہ نفرتیں یہ عداوتیں؟"

"بدگمانی سے!" انکے یک لفظی جواب پر ایک لمحے کو جبرائیل صاحب تھمے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو 'اکذب الحدیث 'یعنی سب سے جھوٹی بات" فرمایاہے۔" جبرائیل صاحب پانی کا نل بند کررہے تھے لیکن کان انکے خدیجہ بیگم کی بات پر لگے ہوئے تھے۔

ہاں یہ سب بدگمانی سے ہی توشروع ہواتھا۔"انہوں نے آئینے میں اپنا عکس دیکھااور پھر" اپنی سفیداور کالے رنگ کاامتزاج لیے گیلی داڑھی کو۔وقت گزر گیا تھاوہ اب جوان نہ رہے تھے۔

محمد جبرائیل زولفقار تم وجہ ہو میرے گھر کی بربادی کے، تمہاری وجہ سے آج میں اس" مقام پر کھڑاہوں جہاں اپنی نظروں میں خود بے عزت ہوگیاہوں۔"انہوں نے آئینے سے ہی پیچھے چارپائی پر بیٹھیں خدیجہ بیگم کودیکھا جنکی نظروں کا ارتکاز بظاہر ان پر تھا پر سوچ کا مرکز یقیناً ماضی تھا۔

www.novelsclubb.com

"بدگمانی ایک قسم کا جھوٹاوہم ہے۔"

چندا! تم ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہو، انجان بن کر دوسروں کی خوشیوں پر قبضہ کر لینے" والی۔اس بار بھی تم نے یہی کیا۔تم واقف تھی اسکے جذبوں سے،اسکے باوجود تم نے اپنا

فائدہ دیکھتے ہوئے اسے عمر بھر کا نقصان اٹھانے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔" پتہ نہیں یہ جملے تلخ تھے یا کہنے والے کی زبان مگر آج بھی ان لفظوں نے انہیں یوں ہی تکلیف پہنچائی تھی جیسے پہلی بار عروسی لباس پہنے ہوئے اس کم عمر لڑکی کو تکلیف پہنچی تھی۔

جھوٹے وہم کی بیماری میں مبتلا شخص کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب اسے کسی سے ذرا سا بھی" "اختلاف ہو تو اسے اس کے ہر کام میں بدنیتی ہی بدنیتی نظر آتی ہے۔

وہ تو ہمیشہ سے جبرائیل کی زندگی کا حصہ رہی ہے تم جبرائیل کی زندگی میں بعد میں آئی" ہو،اور کتنی ظالم ہو تم، کس قدر بے دردی سے تم نے اسے توڑ ڈالا۔ لکھ کر رکھ لو تم کبھی جبرائیل کے ساتھ خوش نہیں رہو گی۔ ساری عمر پچھتاؤ گی۔" ایک اور تلخ آواز، تلخ یاد۔

پھر محض اس وہم اور بدگمانی کہ بنا پر وہ اس کی طرف بہت سی ان ہونی باتیں منسوب" "کرنے لگتا ہے۔

www.novelsclubb.com

جبرائیل صاحب نے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کلمہ شہادت پڑھا تھا۔

نہیں مانو گے میری بات تو ٹھیک ہے نکل جاؤ میرے گھر سے اور جائیداد سے۔ شکل مت" "دکھانا تم اور تمہارا خاندان دوبارہ مجھے۔

پھراس بدگمانی کااثر قدرتی طور پر ظاہری برتاؤپر بھی پڑتا ہے،اور بھیانک عمل وجود میں "آتا ہے۔"

چندا!اگر تم اپنی ضد پر قائم رہی تو میں تمہیں اپنامراہواچہرا بھی دیکھنے کی اجازت نہیں "دوں گی۔"

اوراس ردِ عمل پر دل پھٹ جاتے ہیں۔اوررشتے ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتے ہیں۔"انکی" پلک پرایک آنسو آٹھہرا تھا۔

جبرائیل صاحب نےایک نظر دکھ سے خدیجہ بیگم کی جانب دیکھاانکی بیوی کو پورے خاندان نے صرف اس جرم کی سزادی کہ وہ محمد جبرائیل ذولفقار کی بیوی اور پسندیدہ عورت تھی۔لیکن اس عورت نے زندگی کے ایک لمحے بھی انہیں انکی آزمائشوں میں تنہا نہیں چھوڑابلکہ ساتھ نبھاتی رہی اوراب تک نبھارہی تھی،یہ تھاانکی زندگی کا وہ وفادار رشتہ جو رحمت کی طرح انکی زندگی میں داخل ہواتھا۔انکے چہرے پرایک مطمئن سی مسکراہٹ آٹھہری۔

کہانی کے کردار چاہے اپنی تاریخ کو مدت بعد بھلا دیں مگر تاریخ کو یہ گورا نہیں کہ اسے بھلا یا جائے اسی لیے وہ لوٹ لوٹ کر کرداروں تک آتی ہے انہیں یہ بتانے کہ اسے دہرایا جائے گا، اور اسے دہرانے والے تم میں سے ہی ہوں گے۔

وہ گھر سے باہر نکلے تو قدم مسجد کی جانب تھی۔

کہانی مختلف تھی اور کردار بھی بس آزمائش مقصود تھی۔

کبھی انہیں آزمایا گیا تھا، آج انکی اولاد کی آزمائش تھی۔ اپنی جنگ انہوں نے خود لڑی تنہا۔

انکی اولاد کو بھی اپنی جنگ خود لڑنی ہو گی تنہا۔

....

بند آنکھوں کو کھلے آسمان پر اڑتے پر پھیلائے عقاب کو دیکھنے کی تمنا تھی۔ پلکوں کا پردہ اٹھتے ہی آنکھوں نے روشنی دیکھی، آنکھوں میں جلن پیدا کر دینے والی روشنی۔ تیز روشنی کو برداشت نہ کرتے ہوئے پلکوں کا پردہ دوبارہ گر گیا اور ماتھے پر ایک شکن ابھری۔ جہاں آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا وہیں دماغ بھی ہر سوچ سے دور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ بند آنکھوں سے اس نے ماحول کو پہچاننے کی کوشش کی تو سماعتوں نے گھڑی کی ٹک ٹک

www.novelsclubb.com

سنی۔دماغ میں کچھ ابھر کر معدوم ہو رہا تھا۔دروازے کا آواز کرتے ہوئے کھلنااور پھر بند ہو جانا۔کسی کے قدموں کا اسکی طرف بڑھنا۔اور قدموں کی آواز کا قریب آکر رک جانا۔اس بار کچھ مختلف تھا.... لیکن کیا؟جوتوں کی آواز یہ آواز کسی ہیل کی تھی۔

اس نے تیزی سے آنکھیں کھولیں تو نظر سیدھا سفید چھت پر جا ٹکی۔مختلف مشینوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔کمرے میں جو بھی موجود تھا وہ کچھ کہہ رہا تھا پر کیا؟یہ دماغ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔کمرے میں کچھ اور لوگ بھی داخل ہو رہے تھے نا جانے کون کون؟آشنا یا ناآشنا؟

دماغ سن ہو رہا تھا۔پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں۔اور آنکھیں بند ہو گئیں۔آوازیں آنا بند ہو گئیں۔دل دماغ دونوں ایک دم سے پر سکون ہو گئے۔

••••••••••••••••••••••••••••••

www.novelsclubb.com

اسوقت ابو بکر اور جبرائیل صاحب حسن آفندی کے گھر پر موجود تھے۔تقریباً پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے حسن آفندی کا انتظار کر رہے تھے۔سامنے میز پر پڑی ان چھوئی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔میز پر ایک پلیٹ میں فرائڈ سموسوں اور پکڑوں

کے ساتھ نگٹس پڑے تھے۔ایک پلیٹ میں کوکیزاور ایک میں کیک کے سلائسز موجود تھے۔

جبرائیل صاحب نے ایک نظر وال کلاک پر دوڑائی۔ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا لیکن وہ خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔کچھ لمحوں بعد انکے کانوں میں بوٹوں کی آواز سنائی دی تھی۔ایک ساتھ دونوں کی نظریں دروازے کی جانب اٹھی تھیں۔بادامی رنگ کی شلوار قمیض کے ساتھ کالی واسکٹ میں ملبوس بالوں کو جیل سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے ہوئے حسن آفندی داخل ہوئے۔ابو بکر کی نظر انکے چہرے سے ہوتے ہوئے بوٹوں پر جا ٹھہری جسکی کالی چمکدار سطح پر چھت پر لٹکتی سپوٹ لائٹس کی روشنی اپنا عکس چھوڑ رہی تھیں۔

حسن آفندی'یہ نام اس کے لیے انجان ضرور تھا لیکن یہ چہرہ... نہیں یہ انجان نہیں تھا یہ جانا پہچانا سا تھا۔

www.novelsclubb.com

جبرائیل صاحب معذرت جلد نہ پہنچ پانے کی۔اصل میں گھر میں میرے چھوٹے بھائی" نعیم فیملی کے ساتھ مدعو ہیں تو ایسے میں ذہن سے ہی نکل گیا کہ آپ ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔...ارے آپ نے کچھ لیا کیوں نہیں؟ چائے بھی ٹھنڈی ہو گئی۔"قدم قدم چلتے وہ

میز کی دوسری جانب بولتے ہوئے ان کے مدمقابل آکھڑے ہوئے تھے۔اس آدمی کی پرسنیلٹی بارعب تھی ابو بکر نے دل میں اقرار کیا تھا۔

"....میں چائے اور منگوادیتا"

حسن آفندی!...یہاں میں تمہاری چائے پینے نہیں بلکہ تم سے اپنے سوال کا جواب لینے آیا ہوں۔" جبرائیل صاحب نے سخت آواز میں اسے ٹوکا تو ابو بکر بھی چونکا۔اس نے پہلی دفعہ جبرائیل صاحب کے لہجے میں اتنی سختی اور سپاٹ پن محسوس کیا تھا۔حسن آفندی دھیما سا مسکرا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا تو اسکے اوپری جوتے کا رخ بالکل جبرائیل صاحب کی طرف تھا۔یہ بات کسی اور نے محسوس کی ہو یا نا لیکن ابو بکر نے محسوس کی تھی۔

بیٹھو کھڑے کیوں ہو؟اور یہ تمہارا بڑا بیٹا؟یہ تم جیسا نہیں دکھتا۔شاید اپنی والدہ پر ہے۔" تم جیسا تو صرف اور صرف ایک ہی ہے مستقیم جبرائیل۔"حسن آفندی کے انداز میں سرشاری ہی سرشاری تھی۔اور مسکراہٹ وہ تو لمحہ بھر کے لیے بھی چہرے سے جدا نہ ہو پا رہی تھی۔ابو بکر نے تذبذب سے انہیں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کس چیز کا بدلہ لے رہے ہو تم؟ بگاڑا کیا تھا میرے بیٹے نے؟ جو تم نے اتنا گھٹیا کھیل کھیلا؟" جبرائیل صاحب ضبط سے مٹھیاں بھینچے پوچھ رہے تھے۔اس وقت وہ ضبط کی کس انتہا پر تھے یہ یا تو وہ جانتے تھے یا انکا رب۔

"کیا بول رہے ہو جبرائیل؟ تم میرے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتے ہو؟ مانا اب سب پہلے جیسا نہیں رہا لیکن ہم کسی وقت میں دوست رہ چکے ہیں۔ تم اپنے دوست کے بارے میں ایسی بات کیسے کر سکتے ہو؟" چہرے پر مقروہ مسکراہٹ سجائے وہ ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔اس پل پل بدلتے شخص کو دیکھ کر ابو بکر بھونچکا گیا۔

"حسن آفندی میں تمہیں تمہارے پہلے کیے پر اگر معاف کر چکا ہوں تو اسکا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ اب جب تم میرے بیٹے کو درمیان میں لاؤ گے تو میں معاف کر دوں گا۔" حسن آفندی ہنسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری معافی کی ضرورت کسے ہے؟ جبرائیل! نہ پہلے ضرورت تھی نہ آج! نہ مجھے پہلے اپنے کیے پر افسوس تھا اور نہ آج ہے!"

باہر سے گزرتی شبانہ بیگم 'جبرائیل' کے نام پر جب رکی تو انہیں احساس نہیں تھا کہ انکی دنیا اب واقعی ان جملوں کے بعد ہمیشہ کے لیے تھمنے والی تھی۔انہیں بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ندامت کی ایک بیڑی انکے انتظار میں ہے انہیں جکڑنے کو۔

کیوں زمینی خدا بن کر اپنے لیے دوزخ کا عذاب کما رہے ہو؟ مجھے لگا تھا وقت کے ساتھ تم" سدھر جاؤ گے لیکن نہیں تم آج بھی وہیں ہو جہاں آج سے بائیس سال پہلے تھے۔" حسن آفندی کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

یار تم مولوی کسی کا ضمیر جگانے کو اب کوئی نیا طریقہ کیوں نہیں ڈھونڈ لیتے؟ یہ دوزخ" وزخ کا اب ٹرینڈ نہیں۔اور اکیسویں صدی ٹرینڈز سے چلتی ہے۔" ابو بکر نے تعجب سے اس شخص کو دیکھا۔

حسن آفندی میں یہاں نا تو تمہارے سامنے جھک کر تمہاری مدد مانگنے آیا ہوں اور نہ " تمہارا سویا ضمیر جگانے آیا ہوں۔میں کیا اس شخص کا ضمیر جگاؤں گا جو اپنا دل کوئلے کی طرح کالا کر چکا ہو۔میں صرف تمہارے منہ سے تمہارے گناہ کا اقرار سننے آیا ہوں۔اب سن لیا ہے تو وارن کرتا جاؤں میرے خاندان میں جتنی تباہیاں تم کر چکے ہو کر چکے...اب

بس...اب میرے خاندان کی طرف نظر بھی اٹھائی تو نہ تمہارے قدموں تلے زمین رہنے دوں گا نا سر پر آسمان۔" جبرائیل صاحب کا غضب انکے لفظوں سے جھلک رہا تھا۔

چلو ابو بکر" ابو بکر کو اشارہ کرتے وہ کمرے سے نکل گئے اور حسن آفندی چہرے پر دھیمی" مسکراہٹ لیے ٹانگ کو ریلیکس سے انداز میں جھلانے لگا لیکن اب مسکراہٹ میں سرشاری نہیں بلکہ کھوکھلا پن سا تھا۔ جبرائیل صاحب کا ایسا روپ بہت عرصے بعد آج دیکھا۔ ایسا غصہ ایسی شدت تو وہ جوانی کے دنوں میں دکھاتے تھے جب دین کے زیادہ قریب نہ تھے۔ دین پر جب سے چلے تھے انکی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ آگیا تھا خوبصورت ٹھہراؤ۔ اور حسن آفندی اسی ٹھہراؤ کو اپنی جیت سمجھ بیٹھا۔ ڈرائینگ روم سے نکلتے انکی نظر دروازے کے ساتھ لگی دل پر ہاتھ رکھے کھڑی شبانہ بیگم پر پڑی۔ ان پر ایک اجنبی نگاہ ڈال کر وہ لاؤنج سے نکل گئے۔ وہ نظر شبانہ بیگم کو زمین میں کہیں بہت نیچے دھنسا گئی۔ جبرائیل صاحب کے پیچھے ابو بکر بھی تھا۔ شبانہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسکا بازو تھام کر اسے روکا۔

خدیجہ کے بیٹے ہو؟" ابو بکر چونکا اور پھر ناسمجھی سے ہاں میں سر ہلا دیا۔ اس عورت کی نم" آنکھوں میں ابو بکر کو بہت اپنائیت بھرے جذبے ابھرتے نظر آئے۔

www.novelsclubb.com

ابو بکر خاموشی سے باہر نکل گیا۔اور شبانہ بیگم وہیں کھڑی رہ گئیں۔

ردا کے ساتھ لان میں بیٹھی زرش جبرائیل صاحب کو دیکھ کر چونکی۔

کیا اس نے اس شخص کو کہیں دیکھا تھا؟"اس نے خود سے سوال کیا۔"

کیا ہوا؟"اسکی نظروں کے تعاقب میں ردا نے ڈرائیو وے کی جانب دیکھ کر پوچھا۔"

کچھ نہیں!"تب تک وہ دونوں باہر نکل چکے تھے۔"

دھوپ تو چلی گئی سردی ہو رہی ہے اندر چلتے ہیں۔"ردا کی بات پر زرش بھی کھڑی ہو" گئی۔اور وہ اندر چلی گئیں۔

ردا تم یہ وائٹ اور پنک کلر سے بور نہیں ہوتی؟"ردا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی" زرش نے وہ سوال کیا جو وہ ہمیشہ سے ردا سے کرنا چاہتی تھی پر بے تکلفی نہ ہونے کی وجہ سے پوچھ نہ پاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

میرے اندر بہت کڑواہٹ ہے زرش۔مجھے لگتا ہے یہ سوفٹ کلرز میری کڑواہٹ کو" ایبزورب کر لیتے ہیں۔"زرش نے ردا کی جانب دیکھا اور دھیما سا مسکرا دی۔ایسی لاجک صرف ردا ہی دے سکتی تھی۔

کیوں ہے کڑواہٹ؟" بیڈ پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ زرش کی بات پر ردا نے سنجیدہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

میں تمہیں ضرور بتاتی لیکن تم مجھے جج کرتی ہو اس لیے میں بتانا نہیں چاہتی۔" ردا کاؤچ پر براجمان ہو گئی۔

ردا تم خود سے مفروضے قائم کر کے سب سے دور ہو جاتی ہو۔ میں نے تمہیں کبھی جج" نہیں کیا۔ اگر کبھی میں تم سے دور اور بدگمان ہوئی تو صرف اس لیے کہ تم نے پہلے قدم پیچھے ہٹائے تھے۔ میرے لیے تمہارے لہجے میں بے زاریت آگئی تھی۔ میں نہیں جانتی کیوں؟ لیکن تم مجھے ناپسند کرنے لگ گئی۔ ایسے میں میں اگر تم سے دور ہو گئی تو اس لیے نہیں کہ تمہیں جج کرتی ہوں بلکہ اس لیے کہ میرے لیے میرا اپنا اطمینان بہت اہم ہے اور میں تمہارے پیچھے بھاگ کر تمہارے لہجے کی بے زاریت کو محسوس کر کے خود کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔" زرش کی وضاحت پر ردا کا چہرہ بجھا تھا۔

"مجھے معلوم ہے ہمارے درمیان بدگمانی کی پہلی اینٹ میں نے ہی رکھی تھی۔"

www.novelsclubb.com

میں آج تک یہ نہیں سمجھ پائی ردا کہ یہ جو ہم نے اپنے درمیان نفرت کا محل کھڑا کیا تھا" اسکی بنیاد کیا تھی؟ تمہیں میں ناپسند کرتی تھی بہت، لیکن بنیاد سے انجان تھی اور اب تک انجان ہوں۔" زرش کے سوال پر ردا نے ایک نظر اسے دیکھ کر نظر پھیر لی۔

حسد! حسد بنیاد تھی زرش اور یہ بنیاد میں نے ہی رکھی تھی تم نے تو بس اس پر بے رخی کا" چھڑکاؤ کر کے اسے مظبوط کیا تھا۔" زرش نے تذبذب سے اسے دیکھا۔

ایسا کیا تھا میرے پاس جسکے باعث تم حسد میں مبتلا ہو گئی؟" زرش کے انداز میں حیرت" تھی۔

محبتوں کے حصول میں، میں تم سے پیچھے ہوں زرش، بہت پیچھے....! جن محبتوں کے" لیے میں ترستی تھی وہ تمہارے پاس موجود تھیں۔" ردا نے ایک نظر اسکا حیران چہرہ دیکھا۔ وہ کبھی اس بات کا اعتراف نہیں کرنا چاہتی تھی کہ زرش اس سے زیادہ خوش قسمت تھی، پھر بھی نا جانے کیوں آج وہ اعتراف کر رہی تھی۔

پتہ ہے زرش میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ایک عورت کو ایک مرد کی اٹینشن، اسکی محبت" ضرور چاہیے ہوتی ہے۔ اور لڑکیاں وہ محبت وہ توجہ پہلے اپنے باپ میں ڈھونڈتی ہیں وہاں

سے نہ ملے تو انکی امیدیں بھائیوں سے ہوتی ہیں وہاں سے بھی نہ ملے تو یا تو باہر کے مردوں میں ڈھونڈتی ہیں، مگر جانتی ہو میرے ساتھ کیا ہوا؟ میں نے وہ محبت باہر نہیں ڈھونڈی میں بس ہر اس لڑکی سے حسد کا شکار ہو گئی جنہیں انکے باپ اور بھائی پلکوں پر بٹھا کر رکھتے ہیں۔ تمہارے ساتھ نے مجھ میں احساسِ محرومی پیدا کر دی تھی۔ میں تم سے کچھ بھی چھین نہیں سکتی تھی تو تمہارے پاس یہ سب برداشت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اسی لیے میں تم سے دور ہو گئی، میں نے اپنا سکول بدل لیا۔ شاید تمہارے ساتھ رہتی تو تمہیں کوئی نقصان ضرور پہنچا دیتی۔ اسی لیے تم سے دور ہو گئی۔" دونوں کی آنکھیں ایک سی نم تھیں ردا کی آنکھوں میں کچھ مختلف تھا تو وہ شرمندگی کا رنگ تھا۔ زرش کچھ نہ بولی اسکے پاس کچھ تھا ہی نہیں بولنے کو۔

"حسد میرے دل میں خود ہی پیدا ہوا تھا میرا اس میں کیا قصور تھا زرش؟" ردا کے سوال پر زرش نے اداس نظروں سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتی ہوں حسد کرنا غلط ہے۔ لیکن یہ ہمارے بس میں نہیں ہوتا۔... تمہیں کبھی کسی سے حسد نہیں ہوا؟" ردا نے آج وہ سوال اس سے کر ہی لیا جو وہ ہمیشہ کرنا چاہتی تھی۔

ردا! حسد دل میں یوں ہی نہیں آجاتا مجھے لگتا ہے اسکی جڑ کمپیریزن ہوتی ہے۔ کمپیریزن یا تو ہمیں احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیتی ہے یا ہمیں مغرور کر دیتی ہے۔ احساسِ کمتری اور غرور ہی ہمیں حسد کی طرف لے جاتے ہیں۔ ہم سب کے پاس کوئی نا کوئی ایسی نعمت ضرور ہوتی ہے جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوتی۔ لیکن ہم کمپیریزن اس بیس پر کرتے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہوتا یا جس میں ہم کمزور ہوتے ہیں۔ اور یہ ہی چیز ہمیں توڑ جاتی ہے۔" زرش نے اپنے دل کی بات کہی۔

"تم نے کبھی کسی سے کمپیریزن نہیں کیا؟ تمہیں کبھی حسد نہیں ہوا؟"

"ہم انسان ہیں اور جانتی ہو انسان کی سب سے بڑی خوبی اور خامی کیا ہے؟"

"کیا؟"

اسکی سب سے بڑی خوبی اور خامی یہ ہے کہ وہ فرشتہ نہیں ہے۔ فرشتہ نہیں ہے اس لیے غلطیاں کر جاتا ہے یہ خامی ہے۔ فرشتہ نہیں ہے پھر بھی اپنے نفس پر قابو کر کے اللہ کی رضا کما جاتا ہے یہ خوبی ہے۔" زرش نے نرمی سے اپنی بات رکھی تھی۔

"میں بھی فرشتہ نہیں ہوں ردا۔ میں بھی غلطیاں کر جاتی ہوں۔ مجھے خوب پتہ ہو کہ کسی سے کمپیریزن کر کے خود کو کمتر نہیں جاننا پھر بھی غلطی کر جاتی ہوں اور موازنہ کر بیٹھتی ہوں اپنی محرومی کا دوسروں کی نعمت سے۔ میں بھی شیطان کے واروں سے بچ نہیں پاتی۔ بھٹک جاتی ہوں، بہک جاتی ہوں لیکن شیطان کا وار کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو وہ میرے ایمان کی پختگی کو نہیں ہلا پاتا۔ شیطان کی ضرب سے میں لڑکھڑاتی ضرور ہوں لیکن میرا ایمان، میرے اللہ کی محبت مجھے طاقت دیتی ہے اٹھنے کی، شیطان کے اگلے وار کو خطا کرنے کی۔ اپنے نفس پر قابو کر کے اسے بچا لینے کی۔ سچ کہوں تو مجھ میں بھی بہت نیگیٹیوٹی ہے جسے اللہ چھپا دیتے ہیں اپنی محبت سے اور مجھے بچا لیتے ہیں۔" ردا نم آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو کہہ رہی تھی کہ مجھ میں نیگیٹیوٹی ہے اسکے باوجود مثبت شعائیں بانٹ رہی تھی۔

"مجھ میں بھی حسد اور جلن جاگتی ہے۔ وہ جلن دل کو بے چین کر دیتی ہے۔ اور میں بس اس بے چینی کو چین میں بدل دیتی ہوں جانتی ہو کیسے؟" جہاں زرش کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی وہیں ردا کے چہرے پر تجسس۔

"کیسے؟"

دعا سے۔میں جس سے حسد محسوس کرتی ہوں اس کے لیے خوبصورت سی دعا کر دیتی" ہوں۔اسکی جو نعمت مجھے محرومی کا احساس دلاتی ہے میں اسکے حق میں دعا کر دیتی ہوں کہ اللہ اسکی اس نعمت میں برکت دیں۔یوں میری نیگیٹیوٹی اللہ کی رحمت سے پازیٹیوٹی میں بدل جاتی ہے۔" چہرے پر دھیمی لیکن گہری مسکراہٹ لیے وہ اپنا فارمولا اسے بتا رہی تھی۔اور ردا گنگ سی اسے دیکھ رہی تھی۔کیا کسی میں اتنا بھی ظرف ہوتا ہے کہ وہ اپنی محرومی کو جانتے ہوئے دوسرے کی نعمت میں برکت کی دعا کرے؟ مومن کے سوا کسی کے پاس نہیں ہوتا یہ حوصلہ اور ظرف۔

کیا دوسروں کے لیے دعا کرنے سے دل پر سکون ہو جاتا ہے؟" ردا نے معصومیت سے " سوال کیا۔اور زرش کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ بدتمیز سی ردا اتنی بدتمیز تھی نہیں جتنی بنتی تھی، وہ اتنی بری بھی نہیں تھی جتنی لگتی تھی۔

www.novelsclubb.com

پتہ ہے ردا جب ہم دوسروں کی نعمتوں میں برکت کی دعا کرتے ہیں تو جہاں ڈائیر کٹلی" اس انسان کا بھلا کر رہے ہوتے ہیں وہیں ان ڈائیر کٹلی ہم اپنا بھلا کر رہے ہوتے ہیں۔ہم جب دوسروں کو دعا دیتے ہیں تو نا صرف اس انسان کی نعمت میں برکت ہوتی ہے بلکہ صحیح

وقت پر ہمیں بھی وہ نعمت مل جاتی ہے۔اور کبھی اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو دعا دے کر دیکھنا دل کتنا پر سکون ہو جاتا ہے۔"

تو یہ وجہ ہے کہ تم اتنی پر سکون، خوش لگتی ہو۔اسی لیے تمہاری زندگی اتنی پرفیکٹ لگتی ہے؟"زرش دھیما سا مسکرادی۔

"رداد نیا جنت نہیں اور نہ یہاں جنت ہے۔اسی لیے یہاں کوئی بھی انسان نہ تو مکمل پر سکون ہے نہ مکمل خوش اور نہ پرفیکٹ۔سب اپنی اپنی جگہ پر سفر کر رہے ہیں۔ہاں جو اللہ کی راہ پر چلتا ہے اسکے لیے آسانیاں اور بڑا انعام ہے۔اللہ کی رضا جیسا بڑا انعام تو اسے اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔اور جنت جیسا بڑا تحفہ بھی بس موت کے پردے تک دور ہے۔"

اسے آج پہلی بار محسوس ہوا تھا کئی سال پہلے اور آج کی زرش میں فرق۔وہ زرش بھی اچھی تھی اب کی زرش کی طرح اگر کچھ مختلف تھا تو وہ محبت تھی جو زرش اپنے اللہ سے کرتی تھی۔اس نے محسوس کیا کہ اسکی اللہ سے محبت اسے کچھ غلط کرنے نہیں دیتی تھی۔اور وہ بھی اسکے رب کی محبت ہی تھی جو ہر حال میں اسے مطمئین دکھاتی تھی۔

ردا اٹھی اور الماری سے ایک ڈائری نکال لائی اور شرمندگی سے اسے زرش کے سامنے رکھا۔اس ڈائری کو دیکھ کر زرش کو صحیح معنوں میں جھٹکا لگا تھا۔

ایم سوری! میں جاننا چاہتی تھی کہ تم اتنی پرسکون، اتنی خوش اتنی پرفیکٹ کیسے ہو۔"ردا" کے چہرے پر شرمندگی واضح تھی کیا یہ وہی ردا تھی؟ کیا جب ہدایت ملتی ہے تو کردار ایسے یوٹرن لیتے ہیں؟

تو جواب ملا؟" اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے اس نے بامشکل مسکرا کر سوال کیا۔"

نہیں یہ قرآن ہے۔اسے کھولنے کی ہمت نہیں ہوئی۔مجھے معاف کر دو اور یہ رکھ لو۔"'' اس نے وہ ڈائری اسکے ہاتھ میں پکڑا دی۔

یہ قرآن نہیں میرے احساسات ہیں جو تم تک اللہ نے پہنچائے ہیں۔یہ ڈائری تم تک" چاہے جیسے بھی پہنچی ہو پر اب یہ تمہاری ہے۔یہ میں تمہیں اپنی خوشی سے دے رہی ہوں، اسے پڑھنا۔شاید تمہیں جواب مل جائے۔میں نے اس میں قرآن سے رلیٹ کر کے خود کے حالات لکھے ہیں۔اگر تمہیں جواب نہ بھی ملا پھر بھی میں گرانٹی دیتی ہوں

اسے پڑھ کر تھوڑا یا زیادہ لیکن تم کچھ نا کچھ حاصل کروگی۔ کچھ کھوگی نہیں نہ وقت نہ کچھ اور۔" زرش کو نیچے سے آواز آئی تو وہ اٹھ گئی۔

لگتا ہے سب نکل رہے ہیں، میں بھی چلتی ہوں اللہ حافظ !" ردا سے مل کر وہ نیچے کی" جانب بڑھی تو چہرہ سرشار تھا۔ کیا اللہ اسکو ذریعہ بنا کر کسی کو ہدایت کا راستہ دکھا رہے تھے ؟ یہ احساس ہواؤں میں اڑانے والا تھا۔

ردا ہاتھ میں تھامی ڈائری کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ کیا اس میں سے واقعی روشنی پھوٹ کر نکل رہی تھی یا اسکا دماغ امیجن کر رہا تھا؟

•••••••••••••••••••••••••••••••••

میں کہاں ہوں ؟" پاس موجود نرس کو دیکھ کر اس نے سوال کیا۔ جواب آیا لیکن انجان" زبان میں۔ آمنہ نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔ وہ نرس مسکرادی۔

www.novelsclubb.com

ڈو یو نو انگلش ؟" نرس نے انگریزی میں سوال کیا۔ "

یس آئی ڈو۔" آمنہ کے جواب پر وہ سانولی رنگت اور انجان نکوش والی لڑکی مسکرائی۔ "

آمنہ آپ اب کیسا محسوس کر رہی ہیں ؟" آمنہ سب سے پہلے اپنے نام پر چونکی تھی۔ "

آپ سے کس نے کہا کہ میرا نام آمنہ ہے ؟"آمنہ کے انداز میں حیرت کے ساتھ پہلی " بار خوف جاگا تھا۔وہ کہاں تھی ؟

کیوں آپکا نام آمنہ نہیں ہے ؟"نرس نے ہاتھ میں تھامی فائل کو دوبارہ دیکھتے ہوئے " اچھنبے سے پوچھا۔

میں کہاں ہوں ؟"آمنہ نے ارد گرد دیکھتے ہوئے سوال کیا۔کمرے میں پڑی مشینری " سے ظاہر تھا کہ وہ کسی ہسپتال میں تھی۔ لیکن وہ ہسپتال کیوں تھی ؟اسے وہ آخری وقت یاد آیا جب کچھ لوگ اسے اور باقی لوگوں کو گھسیٹ کر باہر لے جا رہے تھے۔

آپ ہسپتال میں ہیں۔"نرس کے جواب پر آمنہ نے کمرے کا جائزہ لیا وہاں دروازے " کے علاوہ کوئی کھڑکی نہیں تھی۔اسے گھٹن محسوس ہونے لگی۔کیا اس کے جسم کے اعضاء نکالے جانے والے تھے ؟ یا اسکا گردہ نکال لیا گیا تھا ؟آمنہ کا ہاتھ سیدھا اپنے پیٹ پر گیا اور وہاں ہاتھ لگانے سے اسے تکلیف ہوئی تھی۔اس نے بے یقینی سے اس نرس کو دیکھا۔ اسنے کیسے سوچ لیا کہ وہ آزاد ہو گئی تھی ؟علیزے نے بتایا تھا کہ وہاں سے آزادی صرف موت کی صورت ملتی تھی اور وہ ابھی زندہ تھی یعنی اسکی قید اسکی تکلیف ابھی باقی تھی۔

آپ پچھلے چار دنوں سے بے ہوش ہیں....."وہ نرس نجانے کیا بولے جا رہی تھی۔آمنہ " کے دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی اور ماتھے پر پسینہ تیرنے لگا تھا۔ایسے میں بولتی نرس کی انگلش اسکے دماغ کے اوپر سے گزر رہی تھی۔آمنہ نے بیڈ پر بیٹھے ہوئے بیڈ شیٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑ لیا۔اسکے جسم پر ایک کپکپی طاری ہوئی تھی۔دل کی بڑھتی دھڑکنوں کے ساتھ اسے اپنی چھاتی پر دباؤ محسوس ہو رہا تھا۔سینے پر دونوں ہاتھ رکھے وہ تیزی سے سانس لینے لگی۔اسے سانس نہیں آ رہی تھی۔جسم کپکپا رہا تھا۔نرس نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔اور اسکو تھام کر کچھ کرنے کو کہہ رہی تھی۔

آرام سے سانس لیں۔"وہ اسکی کمر سہلا رہی تھی اور پھر تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔"

شاید یہ ہارٹ اٹیک تھا وہ مرنے والی تھی؟اسکے دل کی تکلیف شدت اختیار کر رہی تھی؟" وہ مر جائے گی،وہ آزاد ہو جائے گی؟"اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اسکا جسم نا جانے سردی سے کپکپا رہا تھا یا خوف کی شدت سے لیکن وہ کپکپا رہا تھا۔آس پاس کی دنیا گھوم رہی تھی سب دھندلا ہو رہا تھا۔دروازے سے کوئی اندر داخل ہو رہا تھا۔اسکا دماغ صرف اتنا سمجھ پایا تھا کہ وہ تین لوگ تھے اسکے بعد اندھیرا چھا گیا۔اندھیرا چھانے سے پہلے اس کے دل نے دعا کی تھی کہ کاش یہ اندھیرا ہمیشگی کا ہو،کاش!

www.novelsclubb.com

•••••••••••••••••••••••••••••••••

کچھ ہی لمحوں بعد اسے ہوش آگیا تھا۔اس نے چھت کو مایوسی سے دیکھا۔وہ آزاد نہیں ہوئی تھی۔وہ بھاگ سکتی تھی...جب نرس کمرے سے گئی تھی۔تب وہ بھاگ سکتی تھی... وہ کیوں نہ بھاگی؟...کیا وہ واقعی بھاگ سکتی تھی؟

اسکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

سب ختم ہو گیا تھا سب۔کتنے دن گزر گئے تھے اس نے اپنے گھر والوں کی آواز نہیں سنی تھی۔اسکی امی کی وہ شفقت بھری مسکراہٹ جو کتنی عام لگتی تھی نا!پر وہ عام نہیں تھی وہ خاص تھی۔اس مسکراہٹ کے لیے وہ ترس رہی تھی۔احمد!اف کتنا تنگ کرتا تھا،ہر بات میں ٹانگ اڑاتا تھا۔کوئی کام ٹھیک سے نہیں کرنے دیتا تھا۔سارا دن سر کھاتا رہتا تھا کہ اپنا موبائل دو میرے موبائل پر گیمز ٹھیک سے نہیں چلتی۔توبہ کتنا چڑ چڑا تھا۔آج وہ نہیں تھا تو اسکے ساتھ کا سکون بھی نہیں تھا۔اسے تو ہمیشہ لگا تھا کہ احمد کے بغیر اسکی زندگی زیادہ خوبصورت اور پر سکون گزر سکتی ہے۔اگر وہ احمد سے دور ہو کر کسی اور ملک جا کر

پڑھے تو زیادہ مزہ آئے گا۔ لیکن نہیں، اسکا ساتھ سکون تھا وہ ساتھ ختم ہوا تو سکون بھی چھوٹ گیا۔

ابو! یعنی تحفظ! ایک باپ کے ساتھ سے دنیا کتنی خوبصورت دکھتی تھی نا لیکن اب نہیں، یہ دنیا خوبصورت نہیں تھی نا یہاں کے لوگ خوبصورت تھے۔ یہ دنیا بھی ظالم تھی اور یہاں کے لوگ اس سے بھی زیادہ ظالم! سکون صرف ماں باپ کی آگوش میں بہن بھائیوں کے ساتھ تھا۔ ان کے آگوش سے نکلو تو دنیا کا اصل چہرہ نظر آتا ہے اصل چہرہ جو بہت خوفناک تھا۔

آمنہ!" کوئی شناسا سی آواز کان میں سنائی دی۔ وہ جو بند آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھی" ایک لمحے کے لیے تھمی تھی۔

کیا اسے کسی نے پکارا تھا؟ کیا اسے کوئی پکار سکتا تھا؟ اسکا دماغ شاید خوش فہم ہو گیا تھا جیسے پہلے لگا تھا کہ وہ آزاد ہو گئی ہے اور پھر لگا کہ کسی اپنے، کسی جانے پہچانے نے پکارا۔

آمنہ! مجھے پتہ ہے تم جاگ رہی ہو۔ آنکھیں کھولو۔" اس بار کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر" سہلایا تھا۔ کرنٹ کھا کر اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اور سامنے....

www.novelsclubb.com

کیاوہ کوئی خواب تھا؟"آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔"

د..دراب؟"اسکے لب ہلے تھے لیکن بے آواز۔وہ خواب تھایا نہیں وہ نہیں جانتی تھی" وہ تیزی سے اٹھی تھی۔اور اپناہاتھ تیزی سے اسکے ہاتھ کے نیچے سے کھینچا تھا۔دراب نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔وہ ٹانگیں اوپر کر کے سینے سے لگا کر بیٹھ گئی۔آنکھوں میں جمع ہوتے آنسو بہنے لگے۔اپنی ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹ کر وہ روئی تھی بغیر تھمے۔وہ خواب نہیں تھا۔اسے آزادی مل گئی تھی ناجانے کیسے؟...لیکن وہ آزاد تھی۔دراب نے اسے بچوں کی طرح روتے ہوئے دیکھا اور خاموشی سے پیچھے صوفے پر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا۔

معجزے ہوتے ہیں بیٹا۔ معجزے ضرور ہوتے ہیں۔موسیٰ کے لیے دریا کو دو حصوں میں" تقسیم کر کے راستہ بنایا جاتا ہے۔یوسف کو کونیں کے اندھیروں سے نکال کر مصر کی بادشاہت دی جاتی ہے۔یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔توکل کرنے والا جب اللہ کو پکارتا ہے تو معجزے ہوتے ہیں۔"روتے ہوئے امی کی آواز اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔اس نے کبھی معجزہ نہیں دیکھا تھا تو معجزہ ہمیشہ اس کے لیے ایک فینٹسی ہی رہا تھا۔آج اس نے معجزہ دیکھا تھا۔اسے قید سے نکال لیا گیا تھا۔کیسے؟وہ نہیں جاننا چاہتی تھی وہ بس یہ جانتی تھی کہ اسے آزادی عطا کر دی گئی تھی۔وہ چیخ چیخ کر اس دنیا کے ایک ایک

www.novelsclubb.com

مایوس انسان کو روک کر بتانا چاہتی تھی کہ معجزہ ممکن ہے ایک بار اللہ کو توکل سے پکارو تو سہی ! معجزے ہوتے ہیں۔ اگر معجزہ اس جیسی نافرمان لڑکی کے لیے ہو سکتا تھا تو معجزہ کسی کے لیے بھی ہو سکتا تھا بشر طیکہ سچے دل سے، توکل سے اللہ کو پکارا جائے۔ معجزوں کا وجود چودہ سو سال پہلے ختم نہیں ہوا تھا۔ معجزے آج بھی زندہ تھے اور انہیں رہتی دنیا تک اللہ کے بندوں کے لیے زندہ رہنا تھا۔

•••••••••••••••••••••••••••

وہ سب فیض اور مائرہ کے ساتھ باہر آئے تھے۔ عجیب یہ تھا کہ سب موٹے موٹے کوٹس، ٹوپیاں اور دستانے پہنے ریستوران کے اوپن ائیریا میں بیٹھے سردی سے کانپتے ہوئے آئسکریم کا انتظار کر رہے تھے ڈنر وہ سب گھر سے ہی کر کے آئے تھے۔ سردی کے باعث اس اوپن ائیریا میں ان کے علاوہ کوئی نہ تھا باقی تمام میزیں خالی تھیں۔ باہر آئسکریم کھانے کے لیے وہ سب تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد آئے تھے۔ آمنہ کی گمشدگی کا دکھ ہی اتنا تھا کہ کسی نے بھی باہر کھانے کا سوچا تک نہیں۔ لیکن اب اس کے مل جانے کی خوشی اتنی تھی کہ باہر آئے بغیر نہ رہ سکے۔ بڑے سب گھر تھے کیونکہ پھوپھا جان اور احمد آج پاکستان آرہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اوہان اپنے سرخ ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے کرسی سے اٹھ گیا۔امل اور حدید میز کے مدمقابل بیٹھے لڑ رہے تھے۔مائرہ اور فیض امل ٹیم میں تھے جبکہ زرش اکیلی حدید کو ڈیفینڈ کر رہی تھی۔کرسی سے اٹھ کر وہ ریستوران کی آخر میں بنی گرل کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

وہ اس وقت ریستوران کی چھٹی منزل پر تھے اور یہاں کھڑے ہو کر نیچے روشن چمکتا ہوا لاہور نظر آ رہا تھا۔کسی نے اس کے اٹھنے پر دھیان نہیں دیا سوائے ردا کے۔وہ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلی آئی۔آمنہ کے ملنے پر جہاں وہ خوش تھی وہیں کہیں وہ ناخوش بھی تھی۔

آہٹ پر اوہان نے پلٹ کر دیکھا رداا سکے قریب آکر رک گئی اور نیچے دیکھنے لگ گئی۔

"یہ منظر خوبصورت ہے۔"اوہان کو ردا کی آواز سنائی دی تو وہ مسکرا دیا۔واقعی وہ منظر بہت خوبصورت مسمرائز کرنے والا تھا۔لاہور کی جامنی رات ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔

"اوہان!"کچھ لمحوں بعد ردا کی گہری سوچ میں ڈوبی آواز ابھری۔اوہان نے اسکی جانب دیکھا وہ اب بھی نیچے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"پھوپھو اور پھوپھا جان ابھی آمنہ کے پاس نہیں جا سکتے ویزہ کی وجہ سے لیکن آپ جا سکتے ہو۔"اوہان نے ہاں میں سر ہلایا۔

"تو آپ کیوں نہیں جاتے؟" ردا نے الجھ کر سوال کیا۔

"میرے وہاں جانے سے کیا ہو گا؟ آمنہ ابھی واپس نہیں آسکتی۔ لیکن پھوپھو اور پھوپھا جلد ہی اسکے پاس چلے جائیں گے۔ تایا جان ان کے ویزوں کا انتظام کر وا تو رہے ہیں جلد ہو جائے گا۔" اوہان نے مطمئن سے انداز میں کہا۔

"لیکن وہاں آمنہ کے پاس تب تک کسی کا ہونا ضروری ہے جب تک پھوپھو پھوپھا پہنچ نہیں جاتے۔" ردا نے گہری سانس لے کر کہا۔

"دراب ہے تو سہی!" اوہان پہلی بار الجھا تھا۔

"اس کے وہاں ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ جس انسان نے کبھی اپنی بہن کے تحفظ کا خیال نہ رکھا ہو آپ کو لگتا ہے کہ وہ کسی اور کی بہن کا خیال رکھے گا، انہیں اپنے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں اسی لیے آپ چلے جائیں۔" اوہان لاجواب ہو گیا۔ وہ حیرت سے ردا کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو کہ سپاٹ تھا۔

"ردا تم دراب کو ہمیشہ مِس انڈرسٹینڈ کرتی ہو۔" کچھ لمحوں کی حیرت پر قابو پا کر وہ بولا تو ردا نے ناراضگی سے اسکی جانب دیکھا۔

"دراب کو آپ سے بہتر میں جانتی ہوں، وہ میرا بھائی ہے۔"

نہیں تم اسے بالکل بھی نہیں جانتی۔"اوہان نے فوراً اسکی بات کاٹی تھی۔ردا کی رنگت" بدلی۔آنکھوں میں برہمی در آئی۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گئی لیکن اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ہوا کی باعث چہرے پر آئے بالوں کو اس نے کان کے پیچھے ناگواری سے اڑسا۔

ردا..."دفعتاً وہ کھنکھارا۔"

ڈاکٹر نے کچھ ہدایات کے ساتھ اسے ڈسچارج کر دیا تھا۔اسے جلدی تھی ہسپتال سے نکلنے) کی۔اپنے قدموں سے چل کر وہ ہسپتال سے باہر نکلی۔دراب آگے آگے دوائیوں والا شاپر تھامے چل رہا تھا۔آمنہ نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔نا کچھ پوچھا نا بتایا اس لمحے تو وہ صرف خود کو یقین دلانا چاہتی تھی کہ وہ آزاد تھی۔آزادی کتنی بڑی نعمت ہے اسے اب سمجھ آئی تھی۔

کھلے آسمان تلے آکر اس نے نظریں اٹھا کر آسمان کو دیکھا وہ ہمیشہ کی طرح نیلا ہی تھا۔اتنے عرصے میں اس میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا وہ وہیں رک گئی اور آسمان کو تکنے لگی۔کتنی

دعائیں کی تھی نااس نے اس آسمان کو دوبارہ دیکھنے کی۔ کتنی بار بستر سے اٹھنے سے پہلے اس (کے دل نے حسرت کی تھی کہ وہ کھلے آسمان تلے ہو۔

میں نہیں جانتا کہ تم دراب سے اتنا بد ظن کیوں رہتی ہو۔ لیکن میرا مشورہ تمہیں یہ ہی" ہے کہ تم اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔" وہ خلا میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

آپ کچھ نہیں جانتے۔" نظریں دور جمائے ہوئے وہ بولی تھی۔"

میں کیا نہیں جانتا؟"اوہان نے کرید نے کے انداز میں پوچھا۔ وہ سر جھکائے خاموش" کھڑی رہی۔ اوہان کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر پلٹ گیا جب ردا کی آواز نے اس کے قدموں کو زنجیر کیا۔

آمنہ ؟" تھوڑا فاصلے پر کھڑی گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑے دراب نے اسے پکارہ۔")

ہمم !"یوں ہی آسمان پر نظریں جمائے ہوئے اس نے جواب دیا۔"

www.novelsclubb.com

میرے گھر سے بھی یہی آسمان نظر آتا ہے وہاں جا کر دیکھ لینا۔" دراب کی بات پر اس" نے ایک مسکراتی نظر آسمان پر ڈال کر انتظار میں کھڑے دراب کو دیکھا۔ گاڑی کا دروازہ پکڑے وہ بے پرواہ سے حلیہ میں موجود تھا۔ پوری آستین کی چیک والی سرخ شرٹ جس

کے اگلے تمام بٹن کھلے تھے اور نیچے پہنی سفید شرٹ جھلک رہی تھی۔ بلو جینز کے نیچے سفید جو گرز پہنے ہوئے تھے۔ سر پر سفید ٹی کیپ اور ماتھے پر بکھرے ایش براؤن بال اور بڑھی ہوئی شیو۔ اسکی آنکھیں تھکاوٹ ظاہر کر رہی تھی۔

وہ یہاں کیوں تھا؟" پہلی دفعہ آزادی کی خوشی سے ہٹ کر اس کے دماغ نے کچھ سوچا" تھا۔ وہ چل کر گاڑی کے قریب آگئی اور گاڑی میں بیٹھی تو دراب دروازہ بند کر کے دوسری طرف سے آکر گاڑی میں بیٹھا۔

یہ کونسا ملک ہے؟" گاڑی کے سٹیرنگ وہیل کو بائیں جانب دیکھ کر اس نے سوال کیا۔"

وہ نہ پاکستان تھا نا کویت یہ وہ جانتی تھی۔

(تھائی لینڈ۔" دراب نے ونڈو سکرین پر نظریں جمائے جواب دیا۔"

جب بھی مجھے ایک بھائی کے تحفظ کی ضرورت تھی تب ہی اس نے مجھے تحفظ نہیں دیا۔""""

اوہان واپس پلٹا۔ ردا کے چہرے پر گہری اداسی تھی۔ وہ واپس اپنی جگہ پر آکھڑا ہوا۔

فیض بھائی مجھ سے سات سال بڑے ہیں۔ جب میں پرائمری اسکول میں تھی تب وہ" مڈل میں تھے۔ جب میں مڈل میں تھی وہ میٹرک سے پاس آؤٹ ہوگئے۔ میرے ساتھ

ہمیشہ سے دراب ہی رہا تھا۔" گرل کے پینٹ کو اپنے ناخنوں سے اتارتے ہوئے وہ بول رہی تھی۔

مجھے نہیں معلوم بہنوں کو بھائیوں پر اتنا مان کیوں ہوتا ہے؟ لیکن بس ہوتا ہے، مجھے بھی" بہت مان تھا دراب پر۔ میں اس کی خاطر ہر ہر انسان سے لڑ سکتی تھی۔ میں اس کی خاطر اپنے سے بڑی عمر کے لڑکوں سے بھی لڑ پڑتی تھی۔ اور اس بات کے گواہ آپ ہیں کہ میں نے کتنی بار اس کی لڑائی میں لڑکوں سے مار کھائی ہے۔ جب بھی کسی سے جھڑکیں یا مار کھاتی اور آپ آکر میری مدد کرتے تو میرا دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں ہمیشہ کے لیے سما جاؤں۔ اس لمحے بے عزتی کے جس فیز سے میں گزرتی تھی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ مجھے لگتا تھا جیسے میں اپنے بھائی کے گرد تحفظ کا دائرہ کھینچنا چاہتی ہوں اسی طرح وہ بھی میرا محافظ بنے گا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس نے کبھی مجھے تحفظ فراہم نہیں کیا جیسے.... (وہ کہتے کہتے رکی۔) جیسے دوسروں کے بھائی کرتے ہیں۔ (وہ اس وقت چاہ کر بھی یہ نہیں کہہ سکی کہ جس طرح آپ اپنی بہنوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔) دراب نے تو ہمیشہ مجھے ڈانٹا ہے اس بات پر کہ میں اس کی لڑائیوں میں کیوں آتی ہوں؟ اس نے کبھی میرے احساسات کی پرواہ نہیں کی۔ (جیسے آپ پرواہ کرتے ہیں زرش کے احساسات کی۔

www.novelsclubb.com

اگر آپ اپنی بہن کے کہے بغیر اس کے جذبات سمجھ سکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں؟ "آج وہ اپنے دل کے کسی پوشیدہ خانے سے اپنے جذبات نکال کر دکھا رہی تھی۔ اس نے آج تک کسی سے بھی اپنے اور دراب کے بارے میں بات نہیں کی یہاں تک کہ اپنی امی سے بھی نہیں۔ ردا کے رویئے پر وہ ہمیشہ پوچھتی تھیں کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے لیکن اس نے کبھی کسی کو بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ کبھی کسی کو نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ احساسِ کمتری کا شکار تھی۔ وہ کسی کو نہیں بتانا چاہتی تھی کہ اپنے اس انفیرئیر کمپلیکس کو چھپانے کے لیے وہ روڈ ہو جاتی تھی۔ وہ کبھی کسی کو یہ سب بتا کر اپنی عزتِ نفس کی دھجیاں نہیں اڑوانا چاہتی تھی۔ لیکن نا جانے اوہان کی موجودگی نے ایسی کونسی طاقت دی تھی کہ وہ بغیر رکے بولتی چلی گئی۔ اوہان کئی لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اسے زرا برابر بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس لڑکی نے اپنے اندر کئی درد بھرے راز دبائے ہوئے ہیں جو اسے زخمی کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ یہاں کیوں،... بلکہ میں یہاں کیوں ہوں؟" دراب نے ایک نظر اسے دیکھا جو ونڈ و سکرین پر نظریں جمائے بہت الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔

اگر تمہیں یاد ہو تو میں پچھلے دس سالوں سے تھائی لینڈ ہی ہوں۔"دراب نے دوسرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

"آپ مجھ تک کیسے پہنچے؟ بلکہ میں اس ہسپتال کیسے پہنچی؟"

آمنہ! ریلیکس دماغ پر زور نہ ڈالو۔ گھر چل کر بات کریں گے۔"آمنہ نے خاموشی سے نظریں باہر چلتی سڑک پر جمالیں۔ یہاں کے لوگ شکلوں سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ وہ آس پاس دوڑتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔ کیا اس نے اس قید میں سوچا تھا کہ وہ اس طرح دوڑتی گاڑیوں کو دوبارہ دیکھ پائے گی؟ آنکھیں بند کر کے سیٹ پر سر جما کر اس نے گہری سانس لی۔ یہ آکسیجن الگ تھی۔ اس میں وہ گھٹن نہیں تھی جو اس قید کی آکسیجن میں موجود تھی۔ وہاں کی ہوا میں شاید آکسیجن کی بجائے سائیلنٹ کلر کاربن مونو آکسائیڈ تھی بس فرق صرف اتنا تھا کہ کاربن مونو آکسائیڈ تیزی اور خاموشی سے جان لے لیتی ہے جبکہ وہ ہوا آہستہ آہستہ تڑپا کر مار رہی تھی۔

پولیوٹڈ لیکن پھر بھی تازہ آکسیجن نے اسے احساس دلایا تھا کہ ایک آزادی کے چھن جانے سے وہ کتنی نعمتوں سے محروم ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں مانتا ہوں ردا، دراب بچپن سے ہی بہت لاپرواہ رہا ہے۔ وہ لڑائیوں میں بھی ہمیشہ " سے پیش پیش رہتا تھا۔ جتنی دشمنیاں اسکی سکول میں ہوتی تھیں اتنی اسکول کے کسی دوسرے طالبعلم کی نہیں تھیں۔ لیکن ردا وہ ہمیشہ ہی تمہارا محافظ رہا ہے۔ جس حد تک تم اس سے بدگمان ہوئی ہو، شاید تم میری بات پر یقین بھی نہ کرو۔ لیکن وہ ہمیشہ ہی تمہارا محافظ رہا ہے اور اس بات کا گواہ میں ہوں۔" ردا نے سر اٹھا کر اوہان کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر سچائی کا رنگ تھا۔ لیکن ردا کو واقعی اس پر یقین نہیں آیا تھا، یقیناً وہ اب اس پر ترس کھا کر اسکا دل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ردا کو ایک لمحے کے لیے افسوس ہوا اس نے کیوں یہ سب اوہان سے شیئر کیا؟ اس کے چہرے پر بے اعتباری دیکھ کر اوہان نے گہری سانس لی۔

ردا وہ ہمیشہ تمہاری خاطر لڑتا تھا اسکول میں۔" نا چاہتے ہوئے بھی وہ کہہ گیا تو ردا نے " چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اللہ کی کتنی نعمتیں ہیں ہمارے پاس۔ ہمیں لمحہ لمحہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔" وہ کچن کے (شیلف پر بیٹھی سیب کھا رہی تھی جب سارہ بیگم احمد سے بولی تھیں۔

کون کون سی نعمت امی؟"کچن سے ملحقہ لاؤنج میں بیٹھے احمد نے سوال کیا۔"

آمنہ بتاؤ کون کون سی نعمتیں۔"باہر بارش شروع ہو گئی تھی۔سارہ بیگم سوکھنے کے لیے" ڈالے گئے کپڑے اتارنے گئی تو جاتے جاتے آمنہ سے کہہ گئیں۔

امم!دیکھو!اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے اچھے پیرنٹس دیے،اور تمہیں اتنی پیاری، سمجھدار، " ٹیلنٹڈ بہن دی۔(احمد نے منہ بنایا تھا۔)اور ہمارے پاس اپنا گھر ہے، گاڑی ہے، پیسے ہیں۔ اور..."اس کے بعد وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔

تب اسے سوچنا پڑا تھا لیکن آج اس سے کوئی پوچھے کہ ہمارے پاس اللہ کی کون کون سی نعمتیں ہیں تو وہ بغیر رکے آخری سانس تک نعمتیں گنوا سکتی تھی تب بھی سانسیں ختم ہو جائیں گی لیکن وہ گنتی ختم نہیں ہو گی۔)

زرش نے نظریں اٹھا کر دور کھڑے اوہان اور رردا کو دیکھا۔پندرہ منٹ سے وہ دونوں تھوڑے سے فاصلے پر گرل کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے۔زرش کو تجسس بار بار گھیر رہا تھا۔وہ کیا باتیں کر رہے تھے؟یہ بات زرش کے علاوہ مائرہ نے بھی نوٹ کی تھی۔ امل اور حدید ہمیشہ کی طرح آئسکریم کھاتے ہوئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں

مصروف تھے۔اور ہمیشہ ہی کی طرح زیادتی حدید کے ساتھ ہی ہو رہی تھی۔ان دونوں کے آئسکریم کے کپس آچکے تھے جبکہ باقی سب کا مولٹن لاوا کیک آنا بھی باقی تھا۔

کیا اوہان بھائی اور ردا.. "زرش نے اپنے سر پر چپت لگائی۔اسے اپنی سوچ پر رج کر غصہ آیا تھا۔شیطان بھی کیسی کیسی سوچیں ڈالتا ہے اس نے فوراً استغفار پڑھی اور نظریں دوبارا ان دو چھوٹے جنگی سپاہیوں پر جما دیں جواب اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ میری آئسکریم زیادہ مزے دار ہے اسی لیے میری چوائس زیادہ اچھی ہے۔زرش نے گہرا سانس لیا۔مزید دس منٹ گزر گئے اور انکا کیک آ گیا تو مائرہ نے ان دونوں کو آواز دے کر بلا لیا۔ کچھ دیر بعد ردا پلٹ آئی اور اس کے بیٹھنے تک اوہان بھی۔زرش نے ایک بات نوٹ کی تھی کہ ردا جو پہلے کچھ الجھی ہوئی ناخوش سی تھی وہ اب مطمئن سی لگ رہی تھی۔

••••••••••••••••••••••••••

www.novelsclubb.com

پندرہ دن گزر گئے ہیں جبرائیل صاحب! میں کیسے اپنے بیٹے کو بے قصور ہوتے ہوئے" بھی وہاں قید میں برداشت کر لوں؟"بے بس ہو کر وہ رو دیں۔خدیجہ بیگم اب یوں ہی بات بات پر رو دیتی تھیں۔جبرائیل صاحب ہاتھوں میں سر دیے خاموش گہری سوچ میں

گم تھے۔ وہ جو پہلے خدیجہ بیگم کے آنسوؤں پر تڑپ جاتے تھے، ان پر جیسے اب ان کے آنسوؤں کا کوئی بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"امی سب کوشش کر رہے ہیں نا۔ آپ دیکھیے گا اللہ نے چاہا تو جلد ہی ہمارا مستقیم گھر آجائے گا۔" نویرہ نے محبت سے ان کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔ زریب نے جبرائیل صاحب کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دینی چاہی لیکن وہ یوں ہی گم سم بیٹھے رہے۔

نویرہ دیکھو ابو بکر ہوگا۔" دروازہ کھٹکنے پر خدیجہ بیگم نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔" بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔" نویرہ کے اٹھنے پر جبرائیل صاحب کہہ کر دروازے کی جانب" بڑھ گئے۔

دروازے کھولنے پر ابو بکر کے ساتھ موجود لوگوں کو دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔ سلام کر کے وہ اندر آگئے۔ خدیجہ بیگم جو ہر بار کی طرح اب بھی دروازے کے کھٹکنے پر ایک آس سے کھڑی مستقیم کا انتظار کر رہی تھیں سامنے موجود شخص کو دیکھ کر تو جیسے ان کا سانس ہی رک گیا۔

بڑے ابا؟"حیرت سے ان کی زبان نے بے آواز یہ الفاظ ادا کیے۔"

••••••••••••••••••••••••••••••

آسمان پر سفید روئوں کی مانند اڑتے بادل ایک نقطے پر اکھٹے ہو رہے تھے اور اسی نقطے سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔اس تیز روشنی کی شعاؤں میں ایک سایہ لہرایا تھا۔دونوں ہاتھوں کو آپس میں دعا کی صورت میں جوڑے آسمان کی جانب اٹھائے،سیدھی کمر کے ساتھ نماز کی پوزیشن میں بیٹھے اس شخص نے چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا تھا۔چہرے پر سنجیدگی لیے ان آنکھوں میں امید تھی،سفارش تھی،التجاء تھی اور بھیک تھی۔وہ شخص انجان ہو کر کوئی بہت شناساسا تھا۔وہ آنسو اس شخص کی آنکھ سے گرا تھا یا وہ آسمان سے گرا کوئی بارش کا پہلا قطرہ تھا جو زمین پر گرتے ہی کبھی نہ ملنے کے لیے لاپتہ ہو گیا تھا۔

سیدھے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس نے چلو میں پانی بھرا اور بائیں پاؤں پر ڈالا۔چہرے اور کہنیوں سے شفاف پانی قطروں کی صورت گر رہا تھا۔چہرے پر ایک اضطراب کی داستان رقم تھی۔

سورج اس شخص کے عقب میں ڈوب رہا تھا اس شخص کے چہرے کی سیدھ میں ایک شفاف اور ٹھنڈے پانی کا دریا بہہ رہا تھا جسکی ٹھنڈک اسے یہاں تک اتنے دور کھڑے محسوس ہو رہی تھی۔

تہجد کی نماز ادا کر کے اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔روشن دان کی جگہ لگی) سلاخوں سے چاند کی روشنی اندر داخل ہوتی اسکے چہرے کو پر نور کر رہی تھی۔دعاؤں میں التجا کرتا وہ سجدے میں گرا تھا۔ سجدے میں جاتے ہی اللہ کے قرب کا شدت سے احساس (ہوا تو اسکی سلاخوں کے پیچھے گونجتی ہچکیاں باقی قیدیوں کو ڈسٹرب کرنے لگیں۔

وہ منظر وہ شخص اسکی آنکھوں سے دھندلاتا ہوا اوجھل ہو گیا اور اسکی جگہ لمبے لمبے تنوں والے قد آور درختوں نے لے لی۔تاریکی میں اسکے برہنہ قدموں نے کچی اور گیلی زمین کی ٹھنڈک محسوس کی۔ جسم کی ہڈیوں کو جما دینے والی ہوا چل رہی تھی۔اسے ایک دم ہی سردی کی شدت کا احساس ہوا تھا۔وہ وہاں تنہا کھڑی تھی۔اس کی نظر اپنے دائیں جانب لگے پھولوں پر گئی جس میں سے ایک پھول پر شہد کی مکھی بیٹھی رس چوس رہی تھی۔ہوا کی آواز تنہائی کا احساس شدت سے دلا رہی تھی۔اسے خوف آیا تھا اس آواز سے،اس تنہائی سے۔آنکھوں کو سختی سے میچ کر آوازوں کی شدت کو روکنے کو اس نے دونوں کانوں پر

www.novelsclubb.com

ہاتھ رکھ دیے۔ آنکھیں بند کرتے ہی ایک منظر ابھرا۔ وہاں کئی لوگ تھے جو ایک دوسرے کو دھکے دیتے آگے نکلنے کی کوشش میں تھے۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو واپس وہیں اسی گہرے جنگل کے بیچ و بیچ پایا لیکن کچھ الگ تھا، اور وہ سامنے چلتا شخص تھا۔ جس کا لباس عربیوں کے طرز کا تھا۔ جنگل کے بیچوں بیچ ادھر ادھر نظریں دوڑاتے وہ کوئی راستہ ڈھونڈ رہا تھا شاید۔ یہ وہی شناسا سا شخص تھا جو کچھ لمحے پہلے رب کے سامنے ہاتھ پھیلائے سوالی بنا بیٹھا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی نا جانے کیوں؟ شاید فرار کی تلاش میں۔ اسے لگا تھا وہ شخص ہی واحد سہارا تھا اس تاریک جنگل میں اور وہ ہی اسے یہاں سے باہر نکالے گا۔ منظر ایک بار پھر چھٹا اور وہ شخص، جنگل، درخت اور تنہائی سب ایک ایک کرتے غائب ہوتے گئے اور دور ایک پہاڑی کی چوٹی پر اسے کچھ لوگ نظر آئے۔ اس نے قدم انکی جانب بڑھا دیے۔ قریب جانے پر معلوم ہوا وہ کل چار لوگ تھے۔ قابلِ حیرت بات یہ تھی کہ ان چار لوگوں میں ایک وہ بھی تھی زمین پر بیٹھی ہوئی بچوں کی طرح بلک بلک کر روتی ہوئی۔ اس کے دائیں جانب ہی آنسو بہاتا اوہان گود میں امل کو لیے کھڑا تھا اور اس کی بائیں جانب اس کی ٹانگوں سے لپٹ کر روتا حدید۔ وہ چاروں وہاں تنہا تھے وہ واقعی وہاں تنہا تھے۔ ایک دم سے اسکی آنکھ کھل گئی اور اس نے

www.novelsclubb.com

اپنے آپ کو اپنے بیڈ پر پایا۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ اٹھ بیٹھی۔اس خواب میں خوف نہیں تھا ایک ملال تھا ایک محرومی تھی۔کچھ لمحے اسکا سن دماغ اسی خواب کے اثرات محسوس کرتا رہا۔دو چیزیں تھیں جو اسے واضح یاد تھیں ایک دعاگو شخص اور دوسرا ان چاروں بہن بھائیوں کا پہاڑ کی چوٹی پر تنہا رونا۔وہ شخص کوئی ستائیس اٹھائیس سالہ مرد تھا جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن نا جانے خواب میں ایسا کیوں معلوم ہوا کہ وہ اسے جانتی تھی پہچانتی تھی؟گہری سانس لے کر اس نے آیت الکرسی پڑھی اور پاس پڑے موبائل کی ٹارچ لائٹ آن کی۔دماغ کو الجھانے کے لیے شیطان مختلف خواب دکھاتا ہے اور ان خوابوں میں خوف ہوتا ہے۔اس لمحے زرش یہ بات نہ سمجھ پائی کہ اس خواب میں خوف نہیں بلکہ آگہی تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ یہ خواب اسے کوئی اشارہ دینا چاہتا تھا۔پانی کے جگ کو اس نے خالی پایا تو کچن کی جانب چل دی پانی لینے کو۔اسے حیرت ہوئی رات کے اس وقت لاؤنج کی لائٹ آن تھی۔اس وقت کون جاگ رہا تھا؟

لاؤنج کے کاؤچ پر شبانہ بیگم بیٹھی تھیں خاموش گہری سوچ میں ہاتھ میں کچھ تھامے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

امی آپ سوئی نہیں؟"زرش نے حیرت سے پوچھا۔"

سو گئی تھی پھر آنکھ کھل گئی اب لگتا ہے نیند نہیں آئے گی۔"ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن" کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔زرش سر ہلا کر کچن میں چلی گئی۔شبانہ بیگم کی یہ پرانی عادت تھی انکی آنکھ اگر ایک بار کھل جاتی تو انہیں جلد نیند نہیں آتی تھی۔واپسی پر اس نے شبانہ بیگم کو کوئی ریکارڈڈ مارننگ شو دیکھتے ہوئے پایا تو وہ مطمئن سی کمرے میں چلی آئی۔پانی پی کر وقت دیکھا تو رات کے ایک بجے ہوئے تھے۔اس نے یوں ہی واٹس ایپ آن کی تو سب سے اوپر مائرہ کا گیارہ بجے کا میسج بلنک کر رہا تھا۔وہ تقریباً دس یا ساڑھے دس تک سو جاتی تھی اور سردی کے دنوں میں تو تقریباً عشاء کے بعد سو جاتی تھی،اسی لیے رات میسج نہیں دیکھا۔اس نے میسج کھولا تو وہ آڈیو نوٹ تھا۔اس نے پلے کیا۔

زرش امی کو کیا ہوا ہے؟وہ اتنی ڈپریسڈ کیوں ہیں؟میں اب امی کو وقت نہیں دے سکتی تو" کیا اب گھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو انکے دل کی بات سنے؟حد ہے غیر ذمے داری کی۔" مائرہ کافی غصے میں تھی۔

www.novelsclubb.com

امی تو بالکل ٹھیک ہیں انہیں کیا ہوا ہے؟"اس نے سوچ کر ٹائپ کیا۔اسی وقت مائرہ کی" کال آگئی۔

اسلام علیکم ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"زرش نے حیرت سے پوچھا۔"

وعلیکم السلام! جی ہاں ابھی تک جاگ رہی ہوں۔امی کی پریشانی میں مجھے کیسے نیند آسکتی" ہے؟"وہ ناراضگی سے بولی تھی۔امی ہر بات مائرہ سے شیئر کرتی تھیں تبھی زرش کا ماننا تھا کہ مائرہ ان کے معاملے میں اور پوزیسیو تھی۔

"...کچھ نہیں ہوا امی کو،وہ مزے سے اس ٹائم مارننگ شو دیکھ رہی"

اچھا پھر وہ مجھ سے بات کرتے ہوئے رو کیوں پڑی تھیں؟"مائرہ اسکی بات کاٹ کر بولی" تو زرش کی سیٹی گم ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

امی روئی تھیں؟...کیوں؟"زرش کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔"

میں پاس ہوتی تو کیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔جاؤ جا کر ان سے بات کرو۔وہ کچھ نہ بھی" بتائیں تو بھی انکے پاس ہی بیٹھی رہنا،اٹھنا نہ۔تمہارے انکے پاس بیٹھنے سے ہی انکا دل ہلکا ہو

جائے گا۔اب جاؤ۔"ناراضگی سے کہہ کر مائرہ نے کھٹ سے فون بند کیا۔فون رکھ کر زرش باہر آگئی۔شبانہ بیگم ٹی وی بند کیے ہاتھ میں تھامے کھلے البم کو دیکھ رہی تھیں۔

امی یہ البم، یہ کہاں سے ملا یہ تو گم گیا تھا؟"شبانہ بیگم کے ساتھ بیٹھتے ہوئے انکے البم کو" دیکھ کر وہ سوال کر رہی تھی۔

جاگ کیوں رہی ہو کل کالج نہیں جانا؟"البم بند کرتے ہوئے وہ بولیں تو آواز میں" تھکاوٹ واضح تھی۔

امی رات جلدی سو گئی تھی اب نیند نہیں آرہی۔"نیند سے بھری آنکھوں کو مسلتے ہوئے" اس نے کہا۔اسکی تجسس سے بھری نظریں اس البم پر تھیں۔

یہ البم کہاں سے ملا؟ کتنا ڈھونڈتی تھی میں اسے لیکن یہ تو گم گیا تھا نا۔"البم کو اٹھاتے" ہوئے زرش نے خوشگوار حیرت سے سوال دھرایا۔

www.novelsclubb.com

البم نہیں گما تھا بلکہ رشتے گم گئے تھے۔بلکہ گما دیے گئے تھے۔"البم کھولتی زرش ایک" دم چونکی۔شبانہ بیگم کی آواز نم تھی وہ رو رہی تھیں۔چہرہ اٹھائے وہ خاموشی سے انکا چہرہ تکنے لگی۔

رشتے کیسے گم ہو سکتے ہیں امی ؟" اس کا سوال بے اختیار تھا۔ "

جب انسان انسانیت بھول جاتے ہیں تب رشتے گم ہو جاتے ہیں۔" شبانہ بیگم بہت "ڈسٹرب لگ رہی تھیں۔ زرش کو اپنی لاپرواہی پر افسوس ہوا مائرہ دور ہو کر بھی امی کا دکھ بھانپ گئی تھی اور وہ قریب ہو کر بھی نہ جان پائی۔

اور انسان انسانیت کیوں بھول جاتے ہیں ؟" اس وقت مائرہ ہوتی تو انہیں تسلیاں دیتیں " انکا دکھ بانٹتی لیکن زرش سوالات کر رہی تھی۔ اسے تسلیاں دینی نہیں آتی تھیں لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اپنے سوالوں سے وہ انکی روح کو مزید زخمی کر رہی تھی۔

اپنی چاہ، اپنی طلب اور اپنی تسکین کی خاطر انسان انسانیت بھول جاتا ہے اور رشتوں کو داؤ" پر لگا جاتا ہے۔" انکی آواز میں پچھتاوا تھا۔ زرش اس بار چونکی تھی اسکی آنکھوں میں حیرت تھی۔

www.novelsclubb.com

امی آپ چندا آنی سے ملی ہیں ؟" زرش کی نیند ایک دم سے اڑ گئی تھی۔ "

نہیں !" انہوں نے نہ میں گردن ہلائی۔ "

پھر کیا ہوا ہے ؟" اسکی آنکھوں میں تجسس تھا، سوال تھے۔ "

مجھے آئینہ نظر آگیا ہے، لیکن بہت دیر سے۔" زرش نے ہاتھ میں تھاما البم دیکھا۔ اور اسے کھولا۔ اس میں اسکی نانو، نانا، امی، ماموں اور چند آنی کی بے شمار تصاویر تھیں۔ انکے بچپن کی پھر جوانی کی، آگے تصاویر میں ایک شخص کم ہو گیا۔ نانا جان کی کمی ہوئی تو نیا شخص تصویروں میں شامل ہو گیا۔ کچھ لمحوں کے لیے زرش رک گئی۔ پھر تصویریں پلٹنے لگی۔ پھر فیملی فریم میں ممانی اور اس کے بابا کا بھی اضافہ ہو گیا۔ پھر بچوں کا بھی۔ چار بچے جن میں سے دو کو تو وہ پہچانتی تھی اور دو انجان تھے۔ اسکے بعد فیملی فریم یک دم سے سکڑ گیا۔ چار لوگ نکل گئے اور پانچ لوگوں کا اضافہ ہو گیا۔ افاف آپی او ہان زرش امل اور حدید۔ البم ختم ہو گیا اس نے بند کر دیا۔

امی! زندگی کا ایک اصول ہے یہ جب بھی کچھ چھینتی ہے تو اس کے بدلے کچھ لوٹاتی بھی ضرور ہے۔" کچھ سوچ کر وہ بولی۔

www.novelsclubb.com

ہاں اور جو چھینتی ہے اسکی خلش ہمیشہ کے لیے ہمارے دلوں میں چھوڑ جاتی ہے۔" شبانہ بیگم کی بات پر زرش نے انکی جانب دیکھا۔

ہماری خوش فہمی ہوتی ہے کہ ہماری جگہ کوئی نہیں لے سکتا جبکہ ہمارے ہٹتے ہی فریم میں" نئے چہرے ابھر آتے ہیں."زرش نے نیا نتیجہ نکالا۔

لیکن وہ نئے چہرے کبھی بھی پرانوں کی کمی مکمل نہیں کرتے۔ہر چہرے کی اپنی الگ" اہمیت ہوتی ہے۔متبادل کبھی بھی اصل کی کمی پوری نہیں کر سکتا۔"وہ دونوں ناجانے کیوں کوڈورڈز میں بات کر رہے تھے۔زرش کو الجھن ہونے لگی۔وہ اب واضح بات کرنا چاہتی تھی۔

متبادل سب کو نہیں ملتے امی۔آپ کو متبادل مل گئے،ماموجان کو مل گئے پورے خاندان" کو مل گئے لیکن نانو جان انکا کیا؟انکو تو کوئی متبادل نہیں ملا۔انکا خاندان انکے شوہر اور بچوں سے تھا اور انکا فریم تو آج بھی خالی ہے،وجہ یہ کہ کچھ انسانوں کی انسانیت مر گئی؟"زرش کی آواز میں نمی کے ساتھ شکوہ بھی تھا۔

www.novelsclubb.com

" کبھی کبھار ہم چھوٹی چھوٹی غلط فہمیوں میں بہت بڑی غلطیاں کر جاتے ہیں۔"

غلط فہمی میں نہیں امی انا میں۔اور انا میں کی جانے والی غلطی گناہ کہلاتی ہے۔صرف اپنی" انا کی تسکین اور اپنی مرضی کا پرچم گاڑنے کے لیے اگر انسانیت ماری جاسکتی ہے تو دل کے

سکون کے لیے معافی بھی مانگی جاسکتی ہے۔کتنا آسان ہوتا ہے نا کسی انسان کو دربدر کر کے، ذلیل کر کے آخر میں معافی مانگ لینا۔آپ بھی یہی کیجیے گا۔"البم واپس رکھ کر وہ لاتعلقی سے کہہ کر اٹھ گئی۔وہ ایسا کہنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ نانو کے دکھ اور انکے آنسوؤں کی گواہ تھی۔وہ گواہ تھی کہ کیسے اپنی خواہشات کی خاطر ایک بہن بہن نہیں رہتی۔شبانہ بیگم چہرے کو ہاتھوں میں چھپا کر رو دیں۔زرش کے الفاظ برے نہیں لگے تھے بلکہ خنجر کی طرح دل میں کھبے تھے۔زرش انہیں آج وہ آئینہ دکھا کر گئی تھی جس سے وہ پچھلے بائیس سالوں سے نظریں چراتی آئیں تھیں۔

••••••••••••••••••••••••••

"میں بے قصور ہوں۔لیکن میں یہ ثابت نہیں کر پا رہا۔ثابت تو تب کر پاؤں جب مجھے سنا جائے۔تاریخ پر تاریخ مل رہی ہے پر سن کوئی نہیں رہا۔جنھوں نے سنا انہیں میری بے گناہی کا یقین نہیں۔.."

"مستقیم ہم کوشش کر رہے ہیں۔مل کر کوئی حل نکال لیں گے۔وہ نعیم صاحب ہماری بہت مدد کر رہے..."

www.novelsclubb.com

"بس کردیں ابو بکر بھائی۔ کیسی مدد؟ وہ گواہ ہیں میری بے گناہی کے۔ لیکن وہ بھی خاموش ہیں کیونکہ وہ بے بس ہیں ظاہر سی بات ہے ایک طرف سگا بھائی ہے اور دوسری طرف ایک انجان لڑکا وہ کیسے بڑے بھائی کے خلاف جائیں؟" وہ تلخی سے بولا تھا۔

"...ابو نے شہر کے ڈی سی صاحب سے بات کی ہے"

"اچھا وہ کیا کرلیں گے؟ بولیں۔ یہ جتنے بھی بڑے عہدوں پر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں نا یہ سب بے ضمیر ہوتے ہیں۔ پلڑے کا بھاری پن دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ انہوں نے کس کا ساتھ دینا ہے۔ ہمارا پلڑا اس دنیا میں نہ جھکے گا نہ کوئی ہماری مدد کرے گا۔" ابو بکر اسے دیکھ کر رہ گیا۔ جتنی خواری وہ باپ بیٹا ان دنوں میں اٹھا چکے تھے اس کے بعد مستقیم کی تلخ باتیں بالکل سچی لگی تھیں۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ دنیا میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن اس وقت وہ بھی اتنا تنگ نظر ہو چکا تھا کہ خود سے سوال کر رہا تھا کہ وہ اچھے لوگ ہیں کہاں؟

"جب نویرہ باجی کا رشتہ دیکھنے لوگ آتے تھے تب انہیں بھی میری بہن کی شخصیت، اسکے ایمان کی پختگی، اسکی پاکدامنی نہیں چاہیے تھی انہیں جہیز چاہیے تھا بہت سارا۔ تب میں سوچتا تھا کہ اتنا کماؤں گا کہ لوگ مجھے دیکھنے کے لیے چہرہ اوپر اٹھائیں گے۔ اور جو لوگ

www.novelsclubb.com

میری بہن کو رجیکٹ کر کے جاتے ہیں ان سب کو میں رجیکٹ کروں گا۔ لیکن تب میں غلط تھا۔"ابو بکر اسے خاموشی سے سن رہا تھا۔

مجھے لگتا تھا کہ کمی ہمارے پاس پیسوں کی ہے۔مجھے اب سمجھ آئی ہے بھائی۔ کمی ہمارے" پاس نہیں ہے، کمی ان سب لوگوں کے پاس ہے ضمیر کی، شعور کی اور انسانیت کی۔"

ابو بکر دھیما سا مسکرا دیا۔ یہ بات ابو بکر اسے ہمیشہ سمجھاتا تھا لیکن وہ کبھی نہیں سمجھتا تھا۔ اسکا جنون انجینئرنگ کے پیچھے پیسے کمانا تھا۔ کچھ لوگ لفظوں سے نہیں تجربات سے سیکھتے ہیں اور مستقیم جبرائیل نے بھی لفظوں کی بجائے تجربے سے سیکھا تھا۔

بھائی! بڑے عہدوں پر آکر لوگ بے ضمیر کیوں ہو جاتے ہیں؟"کچھ لمحوں کی خاموشی" کے بعد مستقیم نے سوال کیا تو ابو بکر کو وہ چھوٹا سا مستقیم یاد آیا جو اس سے ہمیشہ پہلے سوال کرتا تھا اور پھر جھٹلا کر اپنی نئ تھیوری پیش کرتا تھا، وہ ماننے والوں میں سے نہ تھا۔

کیونکہ طاقت اور رقم مفت نہیں ملتی۔ اسے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ اپنا ضمیر بیچ" دیتے ہیں۔"ابو بکر گہرا سانس لے کر بولا۔

www.novelsclubb.com

طاقت اور رقم میں بھی حاصل کروں گا اور وہ بھی ضمیر بیچے بغیر۔" وہ بولا تو انداز پختہ تھا (goal oriented) تھا۔ابو بکر چاہ کر بھی مسکرا نہیں پایا۔ مستقیم گول اوریئنٹڈ پہلے وہ پیسے کمانے کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور اب اس نے اپنا گول بدل لیا تھا۔

ابو بکر اسے کہنا چاہتا تھا کہ دنیوی دولت اور دنیوی طاقت ریت کے پھکے کی طرح ہے جو ذرا سی ہوا چلنے پر تتر بتر ہو جاتی ہے وہ دنیا کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دے پر وہ کچھ کہہ نہ سکا۔ کیونکہ اس وقت مستقیم کو نصیحت کی نہیں بلکہ کسی حل کی ضرورت تھی جو انکے پاس نہ تھا۔

....

صوفے پر بیٹھی وہ ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہ مغربی طرز میں سجا ہوا لاؤنج تھا۔ دراب جب سے آیا تھا اسے بٹھا کر خود کچن میں چلا گیا تھا۔ صوفے پر بیٹھے بیٹھے اس نے نظریں گھما کر دیوار پر لگے آئینے پر نظر جمائی اور دنگ رہ گئی۔ کیا وہ آمنہ تھی؟

نیلے رنگ کی جینز شرٹ پر سٹولر لیے وہ اپنا چہرہ پہچاننے سے انکاری تھی۔ اسکی ہڈیاں نکل آئی تھیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ وہ صوفے سے اٹھ کر چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھا کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے۔ گالوں پر ابھری ہوئی ہڈیاں، بے رونق چہرہ۔ وہ جس خوبصورتی پر کبھی اسے ناز تھا وہ تو کہیں تھی ہی نہیں۔ اسکی آنکھیں نم ہوئیں۔ دکھ تھا لیکن آزادی کی خوشی پر غالب نہ آسکا۔ وہ آنکھیں صاف کر کے واپس صوفے پر آبیٹھی۔ اتنے میں دراب بھی باہر آگیا اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔

آرنج فریش جوس کے ساتھ گرم پراٹھا اور چیز آملیٹ تھا۔ آمنہ کی بھوک جاگ گئی۔ اس نے ناجانے آخری بار کب اچھا کھانا کھایا تھا۔ پہلے اس نے جوس اٹھایا اور پھر کھانے پر ٹوٹ پڑی۔ ایک اور نعمت! دراب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کتنے عرصے بعد دل سے کھانا کھا رہی تھی۔ دراب کا فون بج اٹھا تو وہ موبائل اٹھا کر باہر چلا گیا۔

ہاں میں لے آیا ہوں آمنہ کو ہاسپٹل سے۔" گھر سے باہر نکل کر ٹہلتے ہوئے اس نے" فون پر کہا۔

ڈاکٹر سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ بظاہر ٹھیک ہے لیکن مینٹلی یہ واقعہ اس پر اثرات" چھوڑ گیا ہے۔ ابھی کل جب اسے حوش آیا تو کچھ دیر نرس سے بات کر کے اسے پینک اٹیک

www.novelsclubb.com

ہو گیا تھا۔ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اسے سائیکو تھراپی کے ساتھ میڈیٹیشن کی ضرورت ہے۔ ابھی وہ انزائیٹی کے فیز میں ہے۔اسے وقت لگے کا اس ڈپریشن کے فیز سے نکلنے میں۔اسے ان لوگوں سے ٹاک کانسلنگ کی ضرورت ہے جو اس کے قریبی ہیں۔اسی لیے میں کہہ رہا تھا کہ سارہ پھوپھو اور انکل قاسم جلد از جلد یہاں آجائیں۔ "

وہ سب تو ٹھیک ہے دراب لیکن ابھی ویزے کا مسلئہ ہے وہ لوگ ابھی نہیں آسکتے۔"""

اوہان نے کہا۔فون سپیکر پر تھا نعیم صاحب بھی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

پھر ایسے اسکی ریکوری مشکل ہے۔" بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں درست کرتے ہوئے" اس نے کہا۔

"تم کوشش کرو کہ آمنہ کو لے کر پاکستان آجاؤ۔"

میں کوشش کر رہا ہوں لیکن جب تک یہ کیس ہے آمنہ کو یا برآمد ہونے والے" دوسرے کسی بھی شخص کو ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔آمنہ کی گواہی چاہیے ہو گی۔ "

www.novelsclubb.com

قاسم انکل سے میری بات ہوئی تھی تھوڑی دیر پہلے۔ وہ آمنہ سے بات کرنا چاہتے تھے۔" تمہارا نمبر بند تھا۔ تم انکی بات آمنہ سے کروا دینا۔ یہ کانسلنگ آن لائن وڈیو کال پر بھی ہو سکتی ہے۔اور میں سوچ رہا ہوں ہم سارہ پھوپھو کو بھی بتا دیں۔ وہ آمنہ سے ملنے کی ضد ضرور کریں گی لیکن وڈیو کال پر ہی بات کرکے وہ تھوڑا سنبھل جائیں گی۔"

یہ ٹھیک کہہ رہے ہو۔"وہ مطمئن سا ہو گیا تھا۔"

....

ہاتھ میں موبائل تھامے وہ چہرے پر میٹھی سی مسکراہٹ سجائے لان کے جھولے پر بیٹھی جھول رہی تھی۔ سامنے ایک تصویر تھی جو اس رات کی تھی جب وہ باہر ڈنر کرنے گئے تھے۔اس تصویر میں وہ تھی اور اوہان کی بیک نظر آ رہی تھی۔ سینے پر موبائل رکھ کر اس نے گہرا سانس لیا۔اس دن سے ہوا بھی بہت تازہ محسوس ہو رہی تھی۔اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔اس نے آنکھیں بند کیں تو وہ منظر دوبارہ آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔

www.novelsclubb.com

ردا وہ ہمیشہ تمہاری خاطر لڑتا تھا اسکول میں۔" نا چاہتے ہوئے بھی وہ کہہ گیا تو ردا نے "
چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ کہ پہلی لڑائی سکول میں اس نے تب کی تھی جب تمہاری کلاس کے لڑکے "
آپس میں کھڑے تمہارا مزاق اڑا رہے تھے۔اس کے بعد یہ سلسلہ رکا نہیں بڑھتا چلا گیا۔
اسکی غلطی بس اسکا غصہ تھا جسے وہ قابو کرنا نہیں جانتا تھا۔ تبھی کبھی اس نے پیار سے بیٹھ
کر تمہیں تمہاری غلطی نہیں سمجھائی بلکہ ہمیشہ لڑ کر تمہیں ڈانٹ کر تم پر پابندیاں لگا کر
تمہاری حفاظت کرنی چاہی۔ جس وجہ سے تم اس سے بدگمان ہوتی چلی گئی۔" ردا انکار کرنا
چاہتی تھی۔آخر کب اس نے اسکی حفاظت کی؟ اگر کی تو اسے کیوں محسوس نہیں ہوئی؟
لیکن وہ خاموش رہی۔

www.novelsclubb.com

یاد ہے اسے آٹھویں کلاس میں جب لڑائی کے سبب سکول سے نکالا گیا تو تایا جان نے غصے "
میں اسے گھر سے نکال دیا تھا۔تب وہ بارہ سال کا تھا اور تب وہ ہمارے گھر رہنے آیا تھا۔
تب وہ چاہتا تھا کہ اپنے اس پرنسپل کا سر پھاڑ دے جس نے اسکی غلطی نہ ہونے کے باوجود

اسے سکول سے نکال دیا۔تب بابانے اسے پیار سے سمجھایا،اس سے پوچھا کہ وہ کیوں لڑائی کرتا ہے۔اس نے کچھ نہیں بتایا لیکن میں جانتا تھا۔تب تائی جان نے اسے تھائی لینڈ بھیج دیا اپنے بھائی کے پاس۔تب وہ واپس آنا چاہتا تھا تقریباً ہر ہفتے میرے پاس اسکی کال آتی تھی لیکن تایا جان نے کئی سال اسے واپس آنے کی اجازت نہ دی۔اور جب اجازت دی تب وہ واپس نہیں آنا چاہتا تھا۔جانتی ہو ردا اس نے ایک بار مجھے فون پر کہا تھا کہ میں اسکی بہن کا خیال رکھوں۔"ردا نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

وہ ہمیشہ تمہاری خیرت پوچھنے کو فون کرتا تھا۔لیکن وہ تمہیں بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔مجھے "کبھی کبھار وہ بہت عجیب لگتا تھا۔وہ محبت کرنے والا ہے لیکن چھپا چھپا کر،اظہار کیے بغیر۔ اور میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ بہن بھائیوں کے درمیان خاص طور پر کسی اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اب تمہاری بدگمانی دیکھ کر اندازہ ہوا ہے کہ نہیں اظہار ضروری ہے۔"نم آنکھوں اور چہرے پر مسکراہٹ لیے ردا پلٹی تو نظر تھوڑے فاصلے پر لگے قدآور آئینے پر ٹک گئی۔جہاں اسکا اور اوہان کا عکس نظر آرہا تھا۔وہ عکس کتنا مکمل تھا۔وہ دھیما سا مسکرائی۔موبائل کا کیمرہ آن کر کے اس نے اس عکس کو موبائل میں قید کر لیا ہمیشہ کے لیے۔

www.novelsclubb.com

مائرہ کی آواز پر وہ انکی جانب چل دی اور اوہان بھی کچھ لمحوں بعد پیچھے آگیا۔

اسے اس لمحے دراب کی یاد آئی تھی۔وہ کیسی بہن تھی؟ ہمیشہ اس بات کا شکوہ کرتی رہی کہ دراب اسے نہیں سمجھتا سچ تو یہ تھا کہ وہ ہی دراب کو نہیں سمجھتی تھی۔

جھولے پر ساتھ پڑی زرش کی ڈائری اس نے اٹھائی۔شروع کے ایک صفحے پر لکھا ہوا تھا سرخ رنگ سے 'زرش فاطمہ' نیچے بریکٹ میں لکھا گیا تھا(ایک عام سی لڑکی جسے صرف ایک چیز اسی کی نظروں میں خاص بناتی ہے اور وہ تھی اسکی اللہ سے محبت۔)ردا مسکرائی تھی۔

شروع کے صفحات چھوڑ کر وہ صفحے پلٹتی جارہی تھی جب پیلے اور سبز رنگ کے امتزاج سے لکھے گئے ایک لفظ نے اسکی توجہ کھینچی۔

نفس!"وہ رک گئی اور پڑھنے لگ گئی۔اوپر دی گئی تاریخ کے مطابق یہ صفحہ تقریباً ڈیڑھ" سال پہلے جولائی کے مہینے میں لکھا گیا تھا۔جب کالج کے فرسٹ ائیر کا سٹارٹ تھا۔

••••••••••••••••••••••••••••••

صبح سے شام ہو گئی تھی وہ اسی صوفے پر بیٹھی رہی۔

آمنہ! یہ کمرہ تمہارا ہے۔آرام کرلو جا کر۔"وہ باہر سے ابھی آیا تھااور اسے اسی صوفے پر"
اسی حالت میں جس میں چھوڑ کر گیا تھا بیٹھا دیکھ کر حیرانگی ہوئی تھی۔

اچھا!"سر ہلا کر صوفے سے اٹھی۔"

"...میں قاسم انکل کو کال کرتا ہوں"

کیوں؟"آمنہ چونک کر تیزی سے پلٹی تھی۔"

بابا کو کیوں کال کرنی ہے؟"وہ بولی تو آواز اونچی تھی۔دراب نے اسکے ردعمل پر اسے"
اچھنبے سے دیکھا۔

تم بات کرنا اپنے بابا سے۔تم اکیلا محسوس کر رہی ہو نا۔جب ان سے بات کرو گی تو بہتر"
"محسوس کرو گی۔

www.novelsclubb.com

ن.... نہی... نہیں! مجھے نہیں بات کرنی کسی سے۔میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔"
میں یہاں کیوں ہوں؟ مجھے یہاں نہیں رہنا۔مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔"اپنا سر
تھامے وہ روتے ہوئے چیخنے لگی۔دراب حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

آمنہ کیا ہو گیا ہے؟ وہ تمہارے بابا ہیں۔ تم سے بات کرنا چاہتے..." پاس پڑا ڈیکوریشن" پیس اس نے اٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا تھا۔ دراب کے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے۔

سنا نہیں!.... میں بات نہیں کروں گی۔ کبھی بھی نہیں۔" روتے ہوئے وہ کمرے کی" جانب بھاگ گئی اور کمرہ اندر سے لاک کر لیا۔ جیب سے نکال کر اسنے فون کان پر لگایا۔ وہ باہر ہی تھا جب قاسم انکل کی کال آئی تھی۔

ہیلو! انکل وہ مینٹلی ٹھیک نہیں ہے۔ ایسی سچویشن میں مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کیا" "کروں؟

اوکے!" اس نے فون بند کر دیا اور بند دروازے کو دیکھا جس کے پار وہ بیٹھی رو رہی" تھی۔

www.novelsclubb.com

....

میں جانتی ہوں کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ میرا دین اسلام ہے۔ میں" مانتی ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ

کے آخری اور محبوب نبی ہیں۔میں ایمان رکھتی ہوں آسمانی کتابوں پر، فرشتوں پر، تمام انبیاء کرام علیہ سلام پر اور آخرت پر۔" وہ پڑھ رہی تھی زرش کے ایمان کا اقرار۔

میں جانتی ہوں کہ کون سا راستہ جنت کو جاتا ہے اور کونسا دوزخ کو۔ میں جانتی ہوں کہ " "میرے کن اعمال سے اللہ راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض۔

یہ سب زرش نے کیوں لکھا ہے ؟" وہ سوچ کر رہ گئی۔اور مزید پڑھنے لگی۔ یہ سب " باتیں تو وہ بھی جانتی تھی آخر اسلامیات اس نے بھی پڑھی ہوئی تھی۔

میں جانتی ہوں کہ اللہ نے تقویٰ اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے اور میں " جانتی ہوں کہ اللہ چاہتے ہیں کہ میں نیک اعمال کروں اور گناہوں سے دور رہوں۔ لیکن.." اسے اب سمجھ آئی تھی وہ اپنا احتساب کر رہی تھی۔ کیا کبھی ردا نے اپنا احتساب کیا؟ یہ سوال اس کے دل میں ابھرا اور جواب نفی میں آیا تھا۔

پہلا بڑا فرق جو اس وقت ردا کو خود میں اور زرش میں محسوس ہوا وہ یہ تھا کہ زرش اپنا احتساب کرتی تھی اور ردا اپنی ہر سوچ کو صحیح مان کر اس پر ڈٹ جاتی تھی۔

لیکن سب کچھ جانتے بوجھتے میں گناہوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہوں۔ میرے سامنے " دو راستے ہیں۔ ایک راستہ جو پھولوں سے بھرا ہوا ہے دلکش، خوبصورت اور پر سکون۔ دوسرا راستہ کانٹوں سے بھرا ہوا، مشقت اور تکلیف سے بھرپور۔ میری آنکھوں کو ان پھولوں اور کانٹوں سے آگے کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ میری آنکھوں کو اس سے آگے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن.. "وہ انہماک سے پڑھ رہی تھی جاننا چاہتی تھی کہ زرش کہنا کیا چاہتی تھی؟

لیکن میں جانتی ہوں کہ ان پھولوں کے بعد ایک گڑھا ہے، آگ کا گڑھا۔ اور ان کانٹوں " کے بعد ایک باغ ہے، خوبصورت باغ۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر میں کانٹوں پر چلتی ہوں تو میری منزل خوبصورت ہوگی اور اگر پھولوں پر چلتی ہوں تو میری منزل خوفناک ہوگی۔"

ردا کو محسوس ہوا کہ لان میں لگے ہوا کے دوش پر لہلہاتے پتے تھمے تھے۔ منزل؟ اس نے کبھی منزل کے بارے میں نہیں سوچا تھا وہ تو ہمیشہ سے ہی بس راستوں میں الجھی رہی تھی۔

مجھے خوبصورت منزل کے لیے انتہائی مشکل راستہ چننا ہوگا اور میں چن بھی لوں یہ راستہ " اگر میرا دشمن یعنی میرا نفس راستے میں نہ آئے۔ میرا نفس مجھے پھولوں پر چلنے کو کہتا ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ مجھے پھولوں کی نرماہٹ کا لالچ دیتا ہے وہ مجھے آسانیاں ڈھونڈنے کو کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہماری زندگی آج ہے، جتنی خوشیاں چاہتے ہو آج جی لو کل موقع نہیں ملے گا۔ وہ میری آنکھوں پر خوبصورت سی پٹی باندھ دیتا ہے جس کے بعد مجھے یہ دنیا بہت خوبصورت لگتی ہے، پھر میرا دل چاہتا ہے کہ میں دنیا کی تمام خوشیاں اپنے اندر سمیٹ لوں اور دکھ اور غم کو ہمیشہ کے لیے ٹاٹا بائے بائے بول دوں۔ (ردا مسکرائی تھی۔ اسکی اور زرش کی خواہشات کتنی ایک سی تھیں۔ کیا یہ خواہشات انکی تھیں یا انکے نفس کی؟) میرا دل چاہتا ہے کہ پوری دنیا میرے قدموں تلے آجائے، میں چاہتی ہوں کہ میں جو چاہوں وہ مجھے ملتا رہے اور ہوتا بھی ایسا ہی ہے۔ میری دنیا خوبصورت سے خوبصورت ہوتی جاتی ہے، میری خواہشات پوری ہوتی جاتی ہیں اور میرا دل ویران ہوتا جاتا ہے۔ (ردا ایک لمحے کو ٹھٹھکی تھی۔) مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرے پاس سب کچھ تو ہے پھر میں خوش کیوں نہیں ہوں؟ پھر مجھے لگتا ہے کہ یہ خوشیاں میرے لیے کم ہیں، پھر میں مزید خواہشات کے پیچھے بھاگتی ہوں، اور اس بھاگم دوڑ میں میں الجھ جاتی ہوں، میں اپنا آپ کھو دیتی ہوں، میں بھول جاتی ہوں کہ میں کون ہوں؟ میری منزل کیا ہے؟ میرا راستہ کونسا ہے؟ میرا دل اجڑ جاتا ہے اور ویرانیاں میرا مقدر بن جاتی ہیں، میرا نفس جیت جاتا ہے (اس لمحے ردا بھول گئی تھی کہ وہ

www.novelsclubb.com

زرش کا لکھا پڑھ رہی تھی اسے لگا جیسے یہ اسکے اپنے الفاظ ہوں۔ جیسے اس کے حالات کو کسی نے زبان دے دی ہو۔ یا جیسے وہ ہی پہلی بار اپنے آپ سے متعارف ہو رہی ہو۔)

جن خواہشات کے پیچھے لگ کر میں ان پھولوں پر چلی تھی اب یہی پھول مجھے کانٹے لگ رہے ہوتے ہیں، میں روتی ہوں، چیختی ہوں، چلاتی ہوں، لیکن اب کون میری مدد کرے؟ اب تو میں اس گڑھے کے اتنے قریب آگئی ہوتی ہوں کہ یہاں پر آگ کی تپش محسوس کر پا رہی ہوتی ہوں، میں بے بس ہو جاتی ہوں، میرا نفس اور شیطان مجھ پر قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں، وہ میری بے بسی پر میرا مزاق اڑاتے ہیں، اور میں خواہشات میں الجھی اب بھی اللہ کو یاد نہیں کرتی پتہ ہے کیوں؟... (ردا کو اپنی آنکھیں نم ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔) کیونکہ میں سب بھول چکی ہوتی ہوں۔ میں سب جانتے ہوئے بھی اللہ کو بھول جاتی ہوں، میں سچ جانتے ہوئے غلط راستہ چنتی ہوں۔ میں اللہ کی رضا کو چھوڑ کر خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنے نفس اور شیطان کی پیروکار بن جاتی ہوں۔ شیطان کے بہکاوئے میں آکر اللہ کو دور کہیں بہت پیچھے چھوڑ آئی ہوتی ہوں۔ (آنکھ سے گرتے آنسو کو اس نے صاف کیا۔ یہ ڈائری اسکا آئینہ تھی۔) نفرت ہے مجھے اپنے نفس سے۔ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں میں اسکی پیروکار نہ بن جاؤں۔ وہ کانٹوں کا راستہ جتنا بھی مشکل کیوں نہ ہو اس راہ پر اللہ ہمیں کبھی

www.novelsclubb.com

تنہا نہیں چھوڑتے اللہ خود ہمارے زخموں پر مرہم رکھتے ہیں، یہ راستہ مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ خود ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ہاں ہم زخمی ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے دل آباد ہو جاتے ہیں۔ہم کانٹوں پر چل کر بھی خوشی محسوس کرتے ہیں پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ ہم جنت کے قریب ہوتے ہیں، ہمیں جنت کی مہک محسوس ہو رہی ہوتی ہے،اللہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔

اے اللہ! مجھے اس اندھیر دنیامیں تنہانہ چھوڑنا۔میں بہت کمزور ہوں، مجھے شیطان اور نفس کے وار سے بچانا۔مجھے اس دنیا کی گمراہی سے بچانا۔مجھے مضبوط بنادے۔اللہ مجھے ہمت دیں کہ ان کانٹوں پر چل کر اپنی منزل حاصل کر سکوں۔اور مجھے قلبِ سلیم عطا فرما! آمین!" ردانے ڈائری بند کر دی۔یہ ڈائری نہیں بلکہ ایک الگ دنیا تھی جس سے ردا ناآشنا تھی۔اس نے ایک نظر آسمان کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اللہ! کیا آپ سے بھی ہم بات کر سکتے ہیں؟" اسکے دل میں سوال ابھرا تھا۔"

••••••••••••••••••••••••••••••

آمنہ دروازہ کھولو!اور باہر آکر ناشتہ کرو۔"بند دروازے کے باہر کھڑا وہ ناک کر کے" بولا۔آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔اسکا سر جھکا ہوا تھا۔

دراب نے اسکے سامنے لاکر ناشتہ رکھا تو وہ خاموشی سے کھانے لگ گئی۔ایک بار بھی سر اٹھا کر دراب کو نہیں دیکھا۔اپنے کل والے رویئے پر وہ بہت شرمندہ تھی۔نا جانے اس وقت اسے کیا ہو گیا تھا؟دراب اپنا بھی ناشتہ لا کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر کھانے لگا۔

کل سے میرے ہاتھ کے کھانے کھا رہی ہو۔ایک بار بھی جھوٹے منہ تعریف نہیں کی۔" پسند نہ بھی آئے پھر بھی انسان اگلے کا دل رکھنے کو تعریف کر دیتا ہے۔"دراب اسے بالکل خاموش دیکھ کر کچھ بلوانے کو بولا تھا وہ اسے نارمل فیل کروانا چاہتا تھا۔

اچھا ہے۔" گردن جھکائے ہوئے ہی وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔سر اتنا جھکا ہوا تھا کہ " ٹھوڑی گردن سے لگی ہوئی تھی۔

تمہیں کیا کیا بنانا آتا ہے۔"دراب نے اگلا سوال کیا۔اس نے نہ میں گردن ہلا دی بولی" کچھ نہیں۔

"میں سوچ رہا ہوں آج فرائیڈ رائس بنالوں تمہیں کیسے لگتے ہیں؟"

اچھے!"جواب برائے نام تھا۔"

آج تمہارے لیے شاپنگ کرنے بھی چلیں گے۔"آمنہ نے بس ہاں میں سر ہلا دیا اور خالی پلیٹ میز پر رکھ کر بغیر اس پر ایک بھی نظر ڈالے اپنے کمرے میں واپس چلی گئی اور دروازہ لاک کر لیا۔دراب نے افسوس سے بند دروازے کو دیکھا۔وہ آمنہ کو زیادہ اچھے سے نہیں جانتا تھا۔اسکا زیادہ وقت یہیں گزرا تھا۔اسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ اسکی کوئی کزن آمنہ بھی تھی۔فیض بھائی کی شادی پر اسکا سامنا اپنے تمام کزنز سے ہوا تھا۔تب بھی اسکا تعارف آمنہ سے برائے نام ہی تھا۔وہ اپنی ہی دنیا میں رہتی تھی۔اپنے سے کام رکھنے والی۔نا اس نے کبھی دراب سے کوئی بات کی تھی نا دراب نے سوائے منگی کی سیریمنی پر۔ لیکن تب بھی وہ کبھی دراب کو اتنی خاموش نہیں لگی تھی جتنی اب ہو گئی تھی۔کلک کی آواز سے دروازہ کھلا تھا۔دراب کی نظر دروازے پر گئی۔

آپ کے گھر کوئی جائے نماز نہیں ہے؟"دروازے پر کھڑے اس نے سوال" کیا۔

www.novelsclubb.com

ہیں کیا؟" دراب حیران ہوا تھا۔"

جائے نماز کا نہیں پتہ ؟" وہ جو کچھ دیر پہلے شرمندہ شرمندہ سی لگ رہی تھی اس وقت" ماتھے پر بل ڈالے کھڑی تھی۔

نہیں میرا مطلب تھا کہ یہ کونسا ٹائم ہے نماز کا؟" ایک نظر وال کلاک پر ڈال کر اس نے" سوال کیا۔

اللہ کے سامنے جھکنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔" جواب سنجیدگی سے آیا تھا۔"

نہیں نمازوں کا وقت مقرر ہوتا ہے۔" دراب نے نفی کی۔"

میں نماز کی نہیں، اللہ کے سامنے جھکنے کی بات کر رہی ہوں۔اب مجھے سجدے کے مقروہ" اوقات مت بتانے بیٹھ جائیے گا، جائے نماز نہیں ہے تو بتائیں ورنہ میرا وقت ضائع نہ کریں۔" دراب کا منہ کھل گیا وہ کب اسکا وقت ضائع کر رہا تھا؟

میرے کمرے میں ہے میں لاتا ہوں۔" اٹھ کر اپنے کمرے میں جاتا ہوا وہ بولا۔ آمنہ" وہیں کھڑی رہی۔ دراب نے لا کر جائے نماز پکڑائی تو اس کے منہ پر ہی ٹھک سے دروازہ بند کیا۔

www.novelsclubb.com

بہت بد مزاج لڑکی ہے۔" منہ میں بڑبڑا کر وہ واپس آ کر بیٹھ گیا۔"

••••••••••••••••••••••••••••••

کمرے میں خاموشی تھی۔ کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا یا بولنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

لڑکی کیا نام ہے تمہارا؟" نویرہ نے بوکھلا کر اس بوڑھے شخص کی جانب دیکھا۔"

"!نویرہ"

ہمم یاد ہے کہ میں کون ہوں یا اپنے نافرمان باپ کی طرح بھول بھال گئی؟" نویرہ نے" جبرائیل صاحب اور خدیجہ بیگم کی جانب دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے سر جھکائے بیٹھے تھے۔

یاد ہے بڑے ابا۔" دھیمی سی آواز میں سر جھکا کے وہ بولی تھی۔"

شکر ہے بھئی! اور یہ شخص تمہارا شوہر ہے؟" زریب کی جانب دیکھ کر انہوں نے سوال" کیا تو نویرہ نے سرہاں میں ہلا دیا۔ زریب کی ٹانگوں اور اسکی وہیل چیئر کو دیکھ کر انہوں نے افسوس سے سر ہلا یا۔

www.novelsclubb.com

تمہارے باپ سے کسی ایسے معزور کی ہی امید کی جاسکتی تھی۔" وہ بولے تو لہجے میں" نخوت تھی۔

بڑے ابا!" جبرائیل صاحب نے انہیں ٹوکا تھا۔"

آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" جبرائیل صاحب نے سیدھا سوال کیا تھا۔"

دیکھنے آیا ہوں جب ایک نافرمان اولاد والدین کے عہدے پر فائز ہوتی ہے تو اسکی اولاد" کس حد تک فرمابردار ہوتی ہے۔ تمہاری پرورش سے امید تو مجھے یہ ہی تھی لیکن میرے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ تم اپنی اولاد کو ڈر گز جیسے کاروبار میں جھونک دوگے توبہ!"

جبرائیل صاحب نے گہرا سانس لیا۔

میرا بیٹا بے قصور ہے۔" خدیجہ بیگم پہلی بار بولی تو آنکھوں میں نمی کے ساتھ غصہ بھی" تھا۔

www.novelsclubb.com

تم تو خاموش ہی رہو۔ جس گھر میں عورتیں بڑھ چڑھ کر بولنے لگ جائیں ان گھروں کا یہ" ہی حال ہوتا ہے جو تم لوگوں کے گھر کا ہوا ہے۔" حقارت سے انکے گھر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا۔

بڑے ابا!"ساتھ بیٹھے انکے چھوٹے بیٹے نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں پرسکون کرنا چاہا۔

"بڑے ابامیں آپکو بتاچکا ہوں کہ اس بچے کا کوئی قصور نہیں ہے،اسے اسکے کالیگ نے ٹریپ کیا ہے۔"دوسری جانب بیٹھے نعیم صاحب بولے تھے۔

"جاؤ میاں!تم تو ہمیشہ جبرائیل کے حق میں ہی بولنا۔خیر تمہارے بیٹے کی میں نے بیل کروادی ہے۔کیافرق پڑتا ہے کس نافرمان شخص کی اولاد ہے۔ہے تو ہمارا ہی خون۔ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ہمارے خاندان کا کوئی فرد جیل میں دھکے کھارہا ہو۔"بڑے ابا کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو جبرائیل صاحب بھی کھڑے ہوئے۔

"جا کر گاڑی کو گلی سے نکالو میں نعیم کے ساتھ آتا ہوں۔"اپنے چھوٹے بیٹے کو اشارہ کر کے وہ جبرائیل صاحب کی جانب پلٹے تھے جنکا چہرہ بے تاثر تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنے دونوں بیٹوں میں سے تم پر زیادہ مان تھا مجھے جبرائیل اور تم نے ہی مجھے ذلیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔آج جب تمہارا بیٹا تمہاری ذلت کا باعث بنے گا شاید تب تمہیں میرے احساسات کا احساس ہو..."۔

"میرا بیٹا میرا فخر ہے بڑے ابا! مجھے فخر ہے اپنے سارے بچوں پر۔ آپکی اس نوازش کی ضرورت نہیں ہمیں۔ میرا بیٹا بے قصور ہے اور اللہ کی مدد سے وہ ضرور واپس آئے گا۔"

بڑے ابا آنکھیں گھما کر ہنس دیے۔

"بیٹے! رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا! صحیح ہے بھئی! اور میں نے تم پر کوئی نوازش نہیں کی صرف اپنے اس خاندان کی عزت کو بچانے کی کوشش کی ہے جسکا نام تم اور تمہاری اولاد مل کر ڈبونے پر تلے ہوئے ہو۔" اس بار جبرائیل صاحب کچھ نہیں بولے تھے۔

"اتنی آسائشات اور لاہور شہر کے عالیشان بنگلے کو چھوڑ کر تم لوگوں نے اس چھوٹے سے گندے محلے کو جسکی گلیوں سے گاڑی بھی صحیح سے نہیں گزرتی اسے فوقیت دی۔ تف ہے تم دونوں میاں بیوی پر۔ خیر جبرائیل میں نے تمہیں جائیداد سے آق نہیں کیا تھا وہ الگ بات ہے کہ تم لوگ اسکے قابل بھی نہیں لیکن تمہارے چھوٹے بھائی کی اولاد نہیں ہے تو بہتر ہوگا کہ تم اس محلے کو چھوڑ کر جلد واپس اپنے گھر آجاؤ۔ خود تو اپنا حق چھوڑ کر تم نے فقیروں والی زندگی گزار لی مگر اپنی اولاد کو اسکے حق سے محروم نہ کرو۔ غربت تمہیں راس آگئی تو ضروری نہیں کہ تمہاری اولاد کو بھی راس آتی۔ تب تم نے یہ قدم نہ اٹھایا ہوتا تو آج تمہاری اولاد غربت سے تنگ آکر ایسا کام نہ کرتی۔"

میری اولاد کو اس جائیداد کی ضرورت نہیں جسکی بنیاد حرام پر ہو۔" جبرائیل صاحب کی بات پر بڑے ابا نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔انکی غلط فہمی تھی کہ چھوٹے سے محلے کے چھوٹے سے گھر میں تنگ دستی کی زندگی گزارتا جبرائیل اب حرام کمائی پر سمجھوتا کرلے گا۔

"ایک دن تمہیں وہیں لوٹ کر آنا ہوگا۔جبرائیل! تمہیں اس کمائی کی ضرورت نہیں مگر تمہاری اولاد کو ہے۔" نخوت سے کہتے افسوس بھری نظر سب پر ڈالتے وہ نعیم صاحب کے ساتھ نکل گئے۔

"مجھے پولیس اسٹیشن ملے تھے بڑے ابا،انہوں نے آپ سے ملنے کا کہا تو گھر لے آیا۔"
جبرائیل صاحب کو گم سم پاکر ابو بکر بولا تھا۔

"مستقیم کب تک واپس آجائے گا؟"انہوں نے اسکی بات کو نظرانداز کیا۔

"شام تک!"خدیجہ بیگم نے پہلی بار مسکرائی تھیں۔

"اسے لے آنا۔میں کام سے جارہا ہوں۔" جبرائیل صاحب کہہ کر باہر کی جانب چل دیے۔

www.novelsclubb.com

جو بھی تھا آج اس مشکل وقت میں اپنے ہی کام آئے تھے۔" خدیجہ بیگم نے خاموش" نظروں سے انہیں گھر کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھتے آہستہ سے کہا۔

••••••••••••••••••••••

("میں مستقیم جبرائیل نہیں جانتا کہ آزمائش کی کتنی اقسام ہیں۔")

مغرب کی آذان ہونے والی تھی۔بے تاثر چہرہ لیے وہ خاموشی سے جیلر صاحب کو سلاخوں کا دروازہ کھولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔انہوں نے اسے کچھ کہا تھا اور پھر اسے باہر کی جانب کا اشارہ کیا۔وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے پیچھے چل دیا۔باہر کرسی پر ابو بکر کے ساتھ بن یامین اور کچھ انجان چہرے موجود تھے۔اس کی نظروں نے جبرائیل صاحب کو ڈھونڈنا چاہا لیکن نظریں ناکام ٹھہریں۔دل میں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ابو بکر اور بن یامین خوشی سے اسے گلے لگا رہے تھے۔اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا نہ خوشی کا نہ کوئی اور۔

میں نہیں جانتا مجھ پر کب آزمائش آتی ہے اور جب آتی ہے کیا تب میں اس میں کامیاب") ("ہوتا ہوں یا نہیں؟

نعیم صاحب بھی وہیں موجود تھے۔ مستقیم نے انکی جانب دیکھا تھا شکوہ کناں نظروں سے۔ وہ آکراس سے ملے تھے۔اورایک محمود ذولفقار نامی شخص جو خود کو اسکا چچا بتارہا تھا وہ بھی اس سے ملا۔ مغرور نظروں والے ایک بوڑھے نے (جسے سب اسکادادا کہہ رہے تھے) بھی اسے مسکراکردیکھا تھا۔ مستقیم کو کوئی تعجب نہیں ہوا کہ اسکا گمشدہ خاندان ایک دم سے کہاں سے نکل آیا اسے تو بس یہ جھٹکا لگا تھا کہ اسکا باپ اسے لینے نہیں آیا تھا۔ کیا ایسا ممکن تھا کہ جبرائیل صاحب اسے بھول گئے؟

(میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ مجھ پر جب بھی کوئی پریشانی آتی ہے میں اسے آزمائش کا نام "ہی دیتا ہوں۔")

وہ سب ایک ساتھ سینٹرل جیل سے نکلے تھے۔ باہر ایک بڑی گاڑی کھڑی تھی۔ جس میں مستقیم کو بیٹھنے کا کہا گیا تھا۔ 'اللہ اکبر' کی صدا نے اسکے قدموں کو روکا تھا۔ آسمان پر آذان کی صدا گونجی تو مستقیم نے نظریں اٹھاکر آسمان کی جانب دیکھا۔

(مجھ پر وہ آزمائش بھی آئی جب میں دنیا کی طرف سے تکلیف میں تھا لیکن اللہ کے بہت "قریب تھا۔")

www.novelsclubb.com

اس کے قدم مسجد کی جانب اٹھ رہے تھے اسے یاد تھی گرمیوں کی شام کی وہ آذان جسے سن کر اسکے قدم مسجد کی مخالف سمت اٹھے تھے۔ابو بکر اور بن یامین اسکے دائیں بائیں تھے۔نعیم صاحب بھی انکے پیچھے تھے۔جبکہ بڑے ابا گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے کسی سوچ میں گم تھے۔اور محمود ذو لفقار صاحب گاڑی کے باہر انتظار کے لیے کھڑے تھے۔

کیا بدی کی جانب مومن کے قدموں کا بڑھ جانا اتنا آسان ہوتا ہے؟

شاید نہیں راستے میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ ضرور آتی ہے کہ اسے سوچنے کا موقع دیا جائے۔

اللہ اتنی آسانی سے اپنے پیارے بندوں کو شیطان کا کھلونا نہیں بننے دیتے۔

لیکن اگر عبادالرحمٰن خود شیطان کا کھلونا بننا چاہے تو؟

(" مجھ پر وہ آزمائش بھی آئی جو میرے لیے ناقابل برداشت تھی۔ پتہ نہیں وہ آزمائش ہوتی ہے یا کوئی سزا؟ لیکن جو بھی ہوتی ہے برداشت نہیں ہوتی۔تب میں اللہ کو محسوس کرنا چاہتا ہوں،اللہ سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن اللہ کی طرف سے کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ ")

جیل کی یہ چھوٹی سی مسجد خالی اور ویران تھی معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی امام نہیں تھا۔وہ سب وضو کر رہے تھے جب بڑے ابا اپنے بیٹے کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔یہ کچی مسجد جسکی صفیں بھی پھٹی ہوئی تھیں انکے شایانِ شان نہیں تھی لیکن اب وہ نماز بھی چھوڑ نہیں سکتے تھے۔مسجد کا دروازہ کھلا دیکھ کر سینٹرل جیل کے دو تین سوپر بھی اندر آ گئے نا جانے کتنے سالوں بعد اس مسجد کا دروازہ کھلا تھا برائے نام صفائی یہاں کی روز کروائی جاتی تھی لیکن جس مقصد کے لیے یہ مسجد تعمیر کروائی گئی تھی وہ یہاں نہیں ہوتا تھا۔

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا دل پتھر ہو گیا ہے۔میری روح چیخ چیخ کر مجھ سے اللہ") کی قربت مانگتی ہے لیکن میں اسے کیسے سمجھاؤں کہ میں کس حد تک بے بس ہو گیا ہوں، "میں خود کتنی تکلیف میں ہوں۔ (

www.novelsclubb.com

مستقیم جبرائیل کو چڑ تھی کہ کوئی اسے امامِ مسجد پکارے۔آج ابو بکر کے امامِ مسجد کی صف پر کھڑے ہونے سے پہلے وہ کھڑا ہوا تھا۔ابو بکر نے چونک کر اسے دیکھا اور دھیما سا مسکرا کر پچھلی صف میں باقی سب کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔بڑے ابا کے لیے کرسی منگوائی گئی تھی جس پر وہ بیٹھ گئے تھے۔

تب میری روح مجھ سے خفا ہو جاتی ہے۔وہ چیخ چیخ کر، تھک کر بالکل خاموش ہو جاتی ") ہے۔ مجھ سے ہر قسم کا جزبہ چھین لیتی ہے۔ کہتی ہے تم نے مجھے اللہ سے دور کیا میں تم سے تمہارا ہر جزبہ چھین لوں گی، تمہیں بے تاثر بنادوں گی۔ میرا سکون، میرے آنسو چرا لیتی ("ہے۔

تکبیر تحریمہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی گئی۔سب اسکی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔

بڑے ابا نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جنہیں اپنے بیٹے کی امامت پر اعتراض تھا وہ کبھی اپنے پوتے کی امامت میں اپنی مرضی سے بھی نماز ادا کریں گے۔

سجدے میں سر رکھتے ہوئے اس نے شدت سے اللہ کی قربت کو محسوس کرنا چاہا تھا۔اس لمحے اللہ کے احساس کو محسوس کرنے کو مستقیم جبرائیل کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھا۔

اس لمحے میں اسی آزمائش سے یا شاید سزا سے گزر رہا ہوں۔میری روح چیخ چیخ کر رب") ("کو پکارتی ہے لیکن کوئی جواب نہیں پاتی۔

دعا کے لیے اس نے ہاتھ اٹھایا تھا۔ایک نظر تاریک آسمان کو دیکھا۔

اللہ آپ کہاں ہیں؟ مجھے ضرورت ہے آپکی۔آپ نے کیوں مجھے اپنی موجودگی کے" احساس سے محروم کردیا ہے؟"آنکھیں بند کرکے اس نے دل میں اللہ کو پکارا۔

•••••••••••••••••••••••••••••••

دو دن گزر چکے تھے اسے یہاں آئے ہوئے۔زندگی چل رہی تھی لیکن پھر بھی زندگی رکی ہوئی تھی۔وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی باہر پڑتی برف کو کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔اسے ساری ساری رات نیند نہیں آتی تھی۔آنکھیں بند کرتی تھی تو دم گھٹنے لگتا تھا۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ واپس اس قید میں چلی گئی ہے۔وہ لمحے بھر کے لیے بھی کمرے میں اندھیرا نہیں ہونے دیتی تھی۔اس لمحے اسے اپنی ماں کی ضرورت تھی۔کاش اس نے اپنی زندگی میں اتنی غلطیاں نہ کی ہوتیں کاش؟تو آج اسکا سر یوں جھکا نہ ہوتا۔نہ وہ آج اتنی بے بس ہوتی کہ ترسنے کے باوجود بھی ماں باپ سے بات نہیں کر سکتی۔

www.novelsclubb.com

بس ایک غیر متوقع حادثہ،

سب بدل گیا تھا،

اسکی شخصیت،

اسکے حالات،

اسکے رشتے،

اسکے جزبات،

وہ خود بھی ایک بالکل مختلف انسان بن چکی تھی،

وہ آزاد ہو کر بھی کہیں قید تھی،

اپنی سوچوں میں،

اپنے ماضی میں،

اپنے حالات میں۔

سفید روئی کے گالوں کی طرح برف پڑ رہی تھی۔اس نے پہلی باریوں برستی برف کو دیکھا تھا۔تمنا تو ہمیشہ سے برستی برف کو دیکھنے کی تھی لیکن اسے معلوم نہیں تھا جب وہ برف کو اپنی آنکھوں سے پڑتا دیکھے گی تب اسے کوئی خوشی محسوس نہیں ہو گی۔

کل وہ دراب کے ساتھ جا کر اپنی ضرورت کا تمام سامان لے آئی تھی۔

خوبصورت ہے نا؟" کافی کے دو مگ میز پر رکھتے ہوئے دراب نے پوچھا۔ وہ ایک دم" اپنے خیالوں سے چونکی تھی۔

کیا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جو سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔"

"یہ برستی ہوئی برف؟ کویت میں تو نہیں برستی ہو گی۔ "

ہمم!" آمنہ نے ایک نظر برستی برف کو دیکھ کر کہا۔ اور کافی کا مگ اٹھالیا۔ اسے بلیک کافی" پسند نہیں تھی لیکن جس قسم کا کھانا وہ اس قید میں کھا چکی تھی اس کے بعد اب ہر بدمزہ چیز بھی اچھی لگتی تھی۔

میرا گھر کیسا لگا؟" دراب نے دلچسپی سے پوچھا اسکے محنت سے سجائے گئے گھر کی" خوبصورتی کو کوئی نظر انداز کر دے ناممکن۔ آمنہ نے ایک نظر گھما کر پورے گھر کو دیکھا۔ اس نے پہلی بار غور کیا کہ پورا گھر سفید اور متناسب رنگوں کے امتزاج کی تھیم پر تھا۔ لاؤنج میں جگہ جگہ شاہ بلوط کے درخت سے بنے ہوئے آبنوسی رنگت کے وکٹورین اسٹائل کے آئینے نفاست سے سجائے گئے تھے۔ اس نے غور کیا تھا لاؤنج میں زیادہ انٹیک پیس موجود تھے۔ دیواروں پر خوبصورت پینٹنگز آویزاں تھیں جو کہ توجہ اپنی جانب کھینچتی تھیں۔

شیشے کی سلائڈنگ کھڑکیوں پر کریم کلر کے بلائنڈرز موجود تھے۔روشن پس منظر کے ساتھ سینماسائزاسکرین جو بجھی ہوئی تھی۔ چھت پرایک فانوس بھی لٹکا ہوا تھا۔سٹینگ ایریاکامار بل فرش کارپٹس اورر گزسے کوَرڈ تھا۔بائیں جانب آتش دان تھاجہاں اب بجلی کا ہیٹر جل رہاتھا۔لاؤنج کے بالکل سامنے کی دیوار کے ساتھ ایک کشادہ سیڑھی اوپر والی منزل پر جارہی تھی۔یہ شاندار فلیٹ نماگھر سادگی کے باوجود وقاراور متانت کی علامت تھا۔اس گھر کی ایک ایک چیز گواہی دے رہی تھی کہ اسے محنت سے سجایا گیا تھا۔

اچھاہے!"جواب بہت روکھاسوکھا تھا۔"

میرے پچھلے چار سالوں کی محنت ہے۔"آمنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

میرے ماموو غیرہ بھی یہیں پاس ہی رہتے ہیں۔تم ان سے ملی ہوگی فیض بھائی کی شادی"

"...پراب چاہو تو

www.novelsclubb.com

ناٹ انٹرسٹڈ!"وہ اکتاکر بولی تھی۔اس وقت وہ خاموشی چاہتی تھی اسے بولتاہوادراب" براالگا تھا۔دراب نے اسکے انداز کو نظرانداز کیا۔

زرابتاؤاس گھر میں کتنے رومز ہیں؟"دراب کے اگلے سوال پراس نے گہراسانس لیا۔"

چار!"دراب کا منہ کھل گیا۔یعنی وہ پچھلے چار دنوں سے یہاں تھی اور اسے ابھی تک اتنا ہی معلوم نہیں تھا کہ اس گھر میں کتنے کمرے ہیں۔

"یہاں تین کمرے ہیں۔ایک سٹور روم ہے۔ایک کچن۔ایک گراج۔ایک ورک شاپ۔اور چھت پر..."

"آپ یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔کہا تو ہے کہ اچھا ہے آپکا گھر۔اب کیا اس گھر کی تعریفیں لکھ کر اپنے گلے میں لٹکا لوں؟"دراب خاموش ہو گیا۔ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ باتیں کی جائیں تا کہ اسکا دماغ ڈائیورٹ ہو اور وہ ڈیپریشن کے فیز میں نا جائے۔

"ردا سے تمہاری بہت دوستی ہے اس سے بات کرو گی؟"کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد دراب نے سوال کیا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"آمنہ کیوں کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی؟سب پریشان ہیں۔تمہارے بابا اس پورے مہینے ایک لمحہ بھی سکون سے نہیں بیٹھے۔تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔کیا انکا تم پر اتنا بھی حق نہیں کہ وہ تمہارے ملنے پر خوش ہوں؟"آمنہ نے اپنا سر صوفے کی پشت پر ٹکا

دیا۔ ذہن کے پردوں پر بابا کا چہرہ تھا فکر مند سا۔ جب وہ اسے ہلکی سی چوٹ آنے پر فکر مند ہو جاتے تھے۔

آمنہ! ایسا کر کے تم نہ صرف خود کو بلکہ اپنے سے جڑے لوگوں کو بھی تکلیف دے رہی" ہو۔" دراب نے اسے خاموش پا کر افسردگی سے کہا۔

میری غیر موجودگی انکے لیے صرف تکلیف کا باعث ہے۔ لیکن میری موجودگی انکے" لیے ذلت کا باعث بھی ہو گی۔" چھت پر لٹکتے فانوس کو دیکھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

کم از کم میں تمہیں اتنی کم عقل لڑکی نہیں سمجھتا تھا۔ جو سب ہوا اس میں تمہارا جب کوئی" قصور ہے ہی نہیں تو کیوں چھپ رہی ہو؟" دراب متعجب تھا۔ آمنہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اسے آج احساس ہوا تھا کہ وہ کتنی کم ظرف لڑکی تھی جو اپنے ماں باپ کا سر جھکا گئی۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جو وہ کر رہی ہے وہ اسے اور اس کے ماں باپ کو اس انجام تک لے آئے گا۔ وہ سب تو فن تھا، صرف ٹائم پاس۔

"...میں قاسم انکل کو کال کرتا ہوں"

"نہیں! آپ کو سمجھ نہیں آتی ایک بار میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔"

"...آمنہ"

"کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ آمنہ کہاں ہے، آمنہ مر گئی ہے۔میں کیسے اپنے بابا کا سامنا کر سکتی ہوں؟آخر کیسے؟ وہ کیا سوچیں گے جب انہیں پتہ چلا کہ انکی بیٹی کریکٹر لیس ہے؟انکا سر جھک جائے گا جب انہیں پتہ چلا کہ انکی بیٹی چھپے رشتے بناتی ہے۔میں انکی نظروں میں گر جاؤں گی اور کبھی سر اٹھا کر نہیں چل پاؤں گی۔اس سے اچھا ہے کہ وہ سمجھیں کہ میں کبھی ملی ہی نہیں۔"متورم آنکھیں لیے وہ بول رہی تھی۔دراب کچھ لمحوں کے لیے تھم گیا۔ہاتھ میں تھاما موبائل واپس رکھ دیا۔

"میں اپنے بابا کے جھکے کندھے نہیں دیکھ سکتی۔انہیں افسوس ہو گا کہ میں انکی بیٹی ہوں۔ انہیں افسوس ہو گا کہ انہوں نے میری پرورش کی۔"سر ہاتھوں میں تھامے وہ رو رہی تھی۔اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔گھبراہٹ بڑھنے لگی۔وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

وہ جو افسردگی سے اسے دیکھ رہا تھا ایک دم سیدھا ہوا۔

"آمنہ؟ کیا ہوا؟"وہ تیزی سے اسکے قریب آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تیز تیز سانس نہیں لو۔ آرام سے لمبے لمبے سانس لو۔" وہ پاس کھڑا اسے ہدایت دے رہا تھا۔

آمنہ! آنکھیں بند کرو۔ شاباش!" بہتی آنکھوں کو اس نے زور سے بند کیا تھا۔"

منہ بند کر کے ناک سے آہستہ آہستہ سانس اندر کی جانب کھینچو۔ اپنے اندر کاربن ڈائی" آکسائڈ جمع کرو۔ ایک منٹ میں چھ سے سات بار آرام آرام سے سانس لو اور خارج کرو۔" وہ پاس کھڑا اسے ہاتھوں کی مدد سے اشارہ کرتے ہوئے ہدایت کر رہا تھا۔ آمنہ نے ہدایت پر عمل کیا تو دل کی دھڑکن آہستہ آہستہ نارمل پر آ رہی تھی۔

"اپنے آپ کو ریلیکس کرو۔ مسلز کے کھچاؤ کو ختم کرو انہیں ریلیکس چھوڑ دو۔"

اور کچھ تصور کرو یا کوئی ماضی کا خوشگوار واقعہ یاد کرو۔ پر سکون ہو کر اپنی حسیات کو جگاؤ۔" کوئی ایسی جگہ جو تمہارے لیے اس دنیا میں سب سے خوبصورت ہو۔ ایسے لوگوں کو تصور یا یاد کرو جن کے قریب تم سکون محسوس کرو۔" دراب کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ بند آنکھوں کا اندھیرا مدھم ہو رہا تھا۔ کہیں سے روشنی کی کرنیں ابھر رہی تھیں۔ اس روشنی میں چار چہرے نظر آئے تھے مسکراتے، پر سکون اور روشن، ہر الجھن ہر مشکل سے دور

کسی جنت سے مقام میں۔اور اس جنت میں انکا مکمل خاندان۔ نم چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔اس کی مسکراہٹ دیکھ کر دراب بھی مسکرا دیا۔

جو نظر آرہا ہے آہستہ آہستہ اسکے قریب جاتی جاؤ۔"دور سے آتی آواز کے پیشِ نظر وہ" انکے قریب سے قریب جاتی رہی یہاں تک کہ وہ چہرے پہنچ میں آ گئے۔بس اب رک جاؤ۔اور منظر کو بڑا کر کے دھیان سے دیکھو۔"آمنہ کے احساسات ایک دم سے بدل گئے کواستعمال کرتے ہوئے (five senses) تھے،اس وقت وہ اپنے تمام حواسِ خمسہ اس ماحول سے کٹ گئی تھی،وہ اس وقت بالکل ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے وہ تھائیلینڈ نہیں بلکہ کویت اپنے فلیٹ کے لاؤنج میں چھوٹے میز کے گرد بیٹھی ہو۔

دراب نے آمنہ کو پر سکون کرنے کے لیے این ایل پی (نیورو لنگوئسٹک پروگرامنگ) کی ایک تیکنیک استعمال کی تھی جس میں انسان اپنے ماضی کے خوشگوار واقعے کو شعوری طور پر روشن اور واضح کر کے سکون محسوس کرتا ہے۔یا پھر غیر خوشگوار واقعات کو یاد کر کے اسے مدھم اور دھندلا کر دیتا ہے تاکہ وہ نا قابلِ دید ہو جائیں اور اپنا اثر ضائل کر دیں۔

وہ اٹھ کر کچن گیا اور پانی کا گلاس لا کر اسے تھمایا۔ آمنہ نے آنکھیں کھول کر گہرا سانس لیا اور گلاس تھام لیا۔

دوائی لی تھی صبح؟" دراب کے سوال پر اس نے پانی پیتے ہوئے ہاں میں گردن ہلا دی۔"

آمنہ بات کو سمجھا کرو۔ ڈاکٹر کی ہدایت ہے کہ تم اکیلی یا خاموش نہ رہو اور پچھلی ٹریجڈی" یا اس کے اثرات کے بارے میں نہ سوچو۔ یہ پینک اٹیکس اگر یوں ہی کثرت سے ہوتے رہے تو بڑا مسئلہ بن سکتا ہے۔ تمہارے اندر کا خوف تب تک ختم نہیں ہو گا جب تک تم اپنے پیرنٹس یا کسی اپنے سے شیئر نہیں کرو گی۔" آمنہ جھکے سر کے ساتھ خاموش رہی اور ہاتھ میں تھامے شیشے کے گلاس کو دیکھتی رہی جس میں شفاف پانی تھا۔

کاش ہم انسان بھی پانی کی طرح بالکل شفاف ہوتے۔ کاش ہمارے کوئی گناہ نہ ہوتے" جن سے ہمیں منہ چھپانا پڑتا۔" دراب کی نصیحتوں کو وہ نہیں سن رہی تھی۔

آمنہ کی غیر دلچسپی دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ اسکا موبائل بج اٹھا تو دیکھا قاسم انکل کالنگ لکھا آ رہا تھا۔ فون اٹینڈ کر کے ایک اچٹتی نظر آمنہ پر ڈال کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

••••••••••••••••••••••••••••••

بڑے ابا اسے دروازے تک چھوڑ گئے تھے۔وہ گھر آکر خدیجہ بیگم کے گلے لگ کر رویا تھا۔اسکے تھمے آنسو اپنی روتی ماں کو دیکھ کر نہیں رکے تھے۔جبرائیل صاحب رات عشاء کے بعد دیر سے گھر آئے تھے۔ مستقیم سے ملے تھے اس سے اسکی خیریت بھی پوچھی۔ اسے لینے نہ آنے کے پیچھے ضروری کام کی وجہ بھی بتائی وہ خاموشی سے سنتا رہا۔کچھ نہیں بولا۔یہ کچھ دنوں کی قید اسے نہ صرف ایک نئی شخصیت دے گئی بلکہ اس کے اور جبرائیل صاحب کے درمیان ایک ان دیکھی دیوار تعمیر کر گئی تھی۔

ابوبکر،زریب،نویرہ سب نے اس سے بہت باتیں کیں اور وہ خاموشی سے دھیمی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سنتا رہا۔ناجانے کیوں اسے آج اپنے گھر والوں کے درمیان اپنا آپ انجان لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

••••••••••••••••••••••••••••••

آپ کو پتہ ہے نانو بڑے ابا چندا آنی کے گھر گئے تھے ان سب کو واپس لینے کے لیے لیکن " انہوں نے واپس آنے سے منع کر دیا۔اور میں نے کچھ دن پہلے ان کے شوہر کو تایا ابو کے

گھر سے نکلتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔"اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے وہ سکائیپ پر نانو سے بات کرتے ہوئے انہیں وہ اطلاع دے رہی تھی جو اس نے اپنے بابا سے سنی تھی۔وہ شبانہ بیگم کو بتا رہے تھے اور شبانہ بیگم نے بدلے میں کہا کہ امی کو اس بات کا پتہ مت چلنے دیجیے گا۔ یہ سن کر زرش کو غصہ آیا تھا کیونکہ اسکی ماں اب بھی خود غرضی سے کام لے رہی تھی۔ نانو پچھلے ہفتے ہی ماموں کی فیملی کے ساتھ باہر چلی گئی تھیں۔اپنی بیٹی کا سن کر انکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

تم نے کیسے پہچانا چندا کے شوہر کو؟"کچھ دیر بعد انہوں نے سوال کیا۔"

میں نے انہیں تصاویر میں دیکھا ہوا ہے اسی لیے انکا چہرہ یاد تھا۔آپکو آنی کا سن کر حیرت" "نہیں ہوئی؟

نہیں! مجھے پہلے سے ہی معلوم تھا۔"گلاس اٹھا کر پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے انہوں نے" کہا۔

کیسے؟"زرش کو حیرت ہوئی۔اسے تو لگا کہ وہ پہلی ہے نانو کو یہ خبر دینے والی۔"

www.novelsclubb.com

تمہارے اُس بڑے ابا نے بتایا۔" جس انداز میں نانو نے بڑے ابا کو مخاطب کیا تھا زرش "کو اندازہ تھا کہ وہ ان پر غصہ ہیں۔

نانو بڑے ابا نے کیوں ان سب کو گھر سے نکال دیا تھا۔" زرش نے ہمیشہ کیے جانے والا " سوال دھرایا۔

بتایا تو تھا کہ جبرائیل جناب کو امامت کا شوق چڑھ گیا تھا۔اور بھائی صاحب کو اپنے قابل " بیٹے سے یہ امید نہیں تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ انکا کاروبار سنبھالے لیکن جبرائیل نے تو اس کاروبار کو حرام قرار دے دیا۔اور چل پڑے نئے راستے۔" نانو غصے سے بولی تھیں۔

نانو اب میں بچی نہیں ہوں بڑی ہو گئی ہوں۔اب آپ کو مجھے اصل بات بتا دینی چاہیے۔" "زرش نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"یہ بات ہی اصل ہے۔"

www.novelsclubb.com

لیکن نانو جان یہ بات مکمل نہیں ہے۔اس سب میں امی،تائی جان اور تایا جان کا کیا" تعلق؟" زرش کے سوال پر نانو چونکی تھیں۔

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ کہ میں نے امی کو ابو سے بات کرتے ہوئے سن لیا تھا وہ کہہ رہی تھیں کہ آج" انکی وجہ سے ہی انکی بہن انکے پاس نہیں۔اور یہ کہ کاش وہ تائی جان کی باتوں میں نہ آتیں اور وہ یہ بھی کہہ رہی تھی اس سب کے پیچھے اصل ہاتھ تایا جان کا ہے وغیرہ وغیرہ اور بھی بہت کچھ..."زرش نے آج کالج سے واپس آنے پر غیر متوقع طور یا شاید قصداً اپنے والدین کی تمام باتیں سن لی تھیں۔نانو نے ناراضگی سے اسکی جانب دیکھا۔

یہ کان لگانے والے کام کب سے شروع کر دیے ہیں؟"وہ برھمی سے بولی تھیں۔"

اب آپ لوگ مجھے کچھ بتائیں گے نہیں تو مجھے کان ہی لگانے پڑیں گے نا۔"اپنی بات کہہ" کر وہ ہنس دی۔نانو کے برہمی والے تاثرات نہ بدلے۔

لاؤنج میں انکی صاف آوازیں آرہی تھیں۔میں کیا کرتی خود ہی کانوں میں چلی گئیں۔اور" آپ میری صرف نانو تھوڑی ہیں آپ تو میری سہیلی ہیں جو اپنی ہر بات مجھ سے کہتی ہیں، اب اگر میری سہیلی بھی مجھ سے باتیں چھپائے گی تو میں کہاں جاؤں گی؟"اسکی بیچارگی پر نانو کو زرا ترس نہیں آیا، لیکن پھر مصلحتاً بولیں شاید واقعی اب وہ بچے اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ اپنے بڑوں کی غلطیوں سے عبرت پکڑتے۔

جب زندگیوں میں تہلقے مچتے ہیں اور رشتے قطع تعلق کی حد تک پہنچ جاتے ہیں تب قصور" وار کوئی ایک نہیں بے شمار ہوتے ہیں۔ہاں یہ سچ ہے زولفقار بھائی کی بے جاانااور ضد کا اس میں ہاتھ تھا لیکن اس سب میں بڑا ہاتھ نسیم آپا کا تھا۔کہنا تو نہیں چاہیے لیکن ہماری مرحوم آپاانتہائی شیطانی دماغ کی مالک تھیں۔اتنا تو تمہیں پتہ ہے ہم چار بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی نسیم آپا(جنکے چار بچے ہیں بڑابیٹا جو جوانی سے ہی تھائی لینڈ ہے۔وہیں شادی کی اوراب بھی وہیں رہتا ہے۔چھوٹی بیٹی شائستہ (زرش کی تائی جان، حسن آفندی کی بیوی)اس سے چھوٹی بیٹی شمائلہ (مستقیم کی چچی، محمود ذولفقار کی بیوی)اس سے چھوٹی ثمرین جو آج کل امریکہ ہوتی ہے(جسکے دو بیٹے ہیں ایک پہلے شوہر سے اور دوسرا دوسرے شوہر سے۔اور وہ امریکہ اپنے دونوں بیٹوں اور دوسرے شوہر کے ساتھ مقید ہے۔)

www.novelsclubb.com

نسیم آپا کے بعد ذوالفقار بھائی (بڑے ابا) ہیں جو اپنے بیٹے اور بہو کے ساتھ ہوتے ہیں اور بڑے بیٹے (جبرائیل ذولفقار) کو گھر سے نکال چکے ہیں۔اسکے بعد تیسرے نمبر پر میں ہوں۔پھر میرے بعد آفندی بھائی تمہارے داداجان۔"نانو نے خاندان کا وہ نقشہ دوبارہ کھینچا جس میں وہ ہمیشہ الجھ جاتی تھی۔ان کے خاندان میں رشتے مکڑی کے جالوں جیسے تھے

انتہائی الجھے ہوئے اور کمزور۔زرش کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا ضرورت تھی ان رشتوں کو اتنا الجھانے کی جب انہیں توڑنا ہی تھا؟

"ہمارے بڑے دونوں بہن بھائی ہمیشہ سے ہی اپنی مرضی چلانے والے انتہائی اکھڑ اور مغرور تھے۔انکا حکم ہمارے لیے پتھر پر لکیر کی طرح ہوتا تھا۔خاندان کے جتنے بھی رشتے ہوئے نسیم آپا اور ذوالفقار بھائی کے کہنے پر ہی ہوئے۔"زرش کو سمجھ نہیں آئی کہ نانو اصل بات بتانے کے بجائے گھما پھرا کیوں رہی ہیں۔

"نانو یہ سب مجھے پتہ ہے آپ وہ بتائیں جو مجھے نہیں پتہ۔"زرش کے کہنے پر نانو نے اسے گھورا۔

"اصل بات یہ ہے کہ نسیم آپا کی چھوٹی بیٹی ثمرین جسکا رشتہ نسیم آپا جبرائیل سے کرنا چاہتی تھیں۔اس نے خاندان سے باہر چھپ کر نکاح کر لیا۔اور بضد ہو کر گھر والوں کو بھی اس شادی کے لیے راضی کر لیا۔تب ذوالفقار بھائی کے کہنے پر ہی میں نے چندا(خدیجہ) کا رشتہ جبرائیل سے کیا۔سب بہترین جا رہا تھا۔میری چندا کے دو بچے بھی تھے ابو بکر اور نویرہ!لیکن تب تک نسیم آپا کی ثمرین کو طلاق ہو گئی۔ نسیم آپا ان دنوں اپنی بیٹی کے لیے

بہت پریشان رہتی تھیں۔ شوہر تو زندہ تھا نہیں اور بیٹا ملک سے باہر تھا تو انہیں فکر تھی کہ انکے بعد انکی بیٹی اور نواسے کا کون خیال رکھے گا۔ اسی لیے وہ چاہتی تھیں کہ خاندان میں انکی کسی سے شادی کروادیں۔ لیکن خاندان میں سب لڑکے ہی شادی شدہ تھے۔ محمود سے اور حسن سے تو کروا نہیں سکتی تھیں کیونکہ وہاں انکی پہلے سے دو بیٹیاں بیاہی ہوئی تھیں بس پھر انکے پاس تین ہی آپشنز تھے۔ ایک تمہارے ابو دوسرا تمہارے ماموں اور ایک جبرائیل۔ سب سے پہلے انہوں نے تمہارے دادا سے بات کی کہ تمہارے ابو کی دوسری شادی کروادیں۔ (زرش کو بہت عجیب لگا۔ اسے واقعی اس عورت پر غصہ محسوس ہوا۔) لیکن آفندی بھائی نے تو صاف انکار کر دیا۔ اور تب تمہارے نانا بھی زندہ تھے وہ جانتی تھیں کہ وہ بھی کبھی نہیں مانیں گے بس روتی ہوئی چلی گئیں ذوالفقار بھائی (بڑے ابا) کے پاس۔ انہیں نا جانے کون کون سے واسطے دے کر جبرائیل کے لیے راضی کر لیا۔ لیکن جبرائیل نہیں مانا۔ بھائی صاحب نے تو ایڑھی چوٹی کا زور لگا لیا اسے راضی کرنے کو لیکن وہ نہیں مانا۔ اور ذوالفقار بھائی بھی بھانجی کی محبت میں نہیں بلکہ اپنی زبان کی لاج رکھنے کو پیچھے لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے چندا سے کہا کہ جبرائیل کو راضی کرے نہیں تو وہ مجھے کہہ دیں گے کہ میں اپنی بیٹی سے ہر رشتہ ختم کر لوں۔ میں بھی بیوقوف بڑے بھائی کی ضد

اور بڑی بہن کے آنسوؤں کی خاطر چلی گئی چندا کو سمجھانے۔جب وہ بھی نہ مانی تو غصے میں میں بھی کہہ آئی کہ مجھ سے اب اسکا کوئی رشتہ نہیں۔(اس سب میں نانو کی آنکھیں پہلی بار بھیگی تھیں۔)مجھے لگا تھا کہ وہ اس طرح میری مان لے گی لیکن میں غلط تھی اس نے دوبارہ اپنی شکل نہیں دکھائی بس تمہاری ماں سے رابطہ کیا تھا کہ وہ مجھے سمجھائے۔لیکن شبانہ نے بھی اسکا ساتھ نہیں دیا کیونکہ تمہاری ماں نے تو ہمیشہ سب سے پہلے تمہاری تائی کی سنی ہے۔اور اسے ڈر تھا کہ اگر ثمرین کی شادی جبرائیل سے نہیں ہوئی تو وہ اسکی سوتن بن جائے گی۔تمہاری ماں بھی خود غرض بن گئی۔اس طرح چندا کا ہم سب سے رشتہ ٹوٹ گیا۔تمہارے نانا کی وفات پر وہ آخری بار گھر آئی تھی مجھ سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔انہی دنوں جبرائیل دین کی طرف راغب ہو رہا تھا۔تمہارے تایا نے ذولفقار بھائی کے کان بھرنے شروع کر دیے کہ جبرائیل اپنی ساری جائیداد مسجد کے نام کرنے والا ہے۔اسی کے غصے میں انہوں نے جبرائیل کو دھمکی دی کہ یا مسجد جانا چھوڑ دے یا وہ اسے جائیداد سے آق کر دیں گے۔اور بس جبرائیل نے مسجد جانا نہیں چھوڑا بس گھر چھوڑ دیا۔باپ کی طرح جبرائیل بھی بہت ضدی تھا۔"نانو خاموش ہوئیں تو زرش نے دکھ کی سانس خارج کی۔

"نانو مجھے یقین نہیں آرہا۔ میں جس بھی شخص کو جس بھی پہچان سے جانتی ہوں انکی کہانی اس سے مختلف ہے۔ تایا جان، امی اور آپ سب ! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی خود غرضی میں ایسا بھی کر سکتا ہے۔" زرش نے افسوس سے کہا۔

"زرش انسان خود غرض ہی ہوتے ہیں۔ جب وقت آتا ہے قربانی دینے کا تب سب ہی خود غرض بن جاتے ہیں۔" نانو کی آواز میں پچھتاوا تھا۔

"آپ نے آنی سے کبھی ملنے کی کوشش نہیں کی؟"

"نہیں میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں شفٹ ہوئے تھے۔ ابھی تین چار سال پہلے ہی تمہارے ابو جبرائیل سے اتفاقاً ملے تو پتہ چلا کہ وہ قصور رہتے ہیں۔ اس سے ملنے جانا چاہتی تھی لیکن کبھی ہمت نہیں ہو سکی۔" مزید کچھ باتوں کے بعد اس نے کال بند کر دی۔ اسے کبھی بھی ڈیٹیل میں کہانی کا علم نہیں تھا لیکن نانو کی باتوں سے اتنا اندازہ ضرور تھا کہ آنی کو خاندان سے نکالنے میں اسکی امی اور آنی کے خاندان کا ہاتھ تھا۔ اب جب پوری کہانی کا علم ہوا تو اندازہ ہوا کہ اصل ہاتھ خود غرضی کا تھا۔

رات اوہان کے گھر آنے پر اس نے ساری کہانی اسے بتائی تھی۔ وہ بھی اس کی طرح پہلے بس کچھ ہی باتوں کو جانتا تھا۔ انکو صحیح معنوں میں اپنے خاندان والوں پر غصہ آیا تھا۔

••••••••••••••••••••••••••

آسمان کی جانب چہرہ اٹھائے وہ بند آنکھیں کیے کھڑا تھا۔ دماغ کے پردوں پر ایک منظر واضح تھا۔ ایسا منظر جو اسے تمام تلخیوں سے دور کسی پر سکون اور دلکش وادی میں لے گیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا لیکن اس کے چہرے پر دھیمی اور میٹھی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ شام کا وقت تھا، سورج غروب ہو چکا تھا۔ ٹیرس پر کھڑی سفید جوڑے میں موجود وہ لڑکی اسے نیچے کھڑے ہو کر دیکھنے پر کوئی انسان نہیں لگی تھی، اس لمحے وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ اسے کسی پری سے تشبیہہ دی جائے یا جنت کی کسی حور سے۔ لیکن یہ دونوں لفظ اسے مطمئین نہ کر سکے۔ اس نے پریوں اور حوروں سے متعلق جتنا بھی سنا تھا اس لمحے یہ لڑکی اسے ان سب سے بڑھ کر لگی تھی۔ پتہ نہیں وہ اتنی حسین تھی یا اسے ہی محسوس ہوئی تھی؟ جب پہلی بار ملا تھا تب حسین نہیں لگی تھی لیکن پھر بھی نا جانے کیوں یاد رہ گئی تھی؟ جب دوسری بار اس پارک میں ملی تب نا جانے کیوں بہت اپنی لگی تھی؟ جب تیسری بار ملی تھی ریسیپشن پر تب حسین لگی تھی، دل دھڑکا گئی تھی بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ اسکے علم میں

لائے بغیر ہمیشہ کے لیے اسکے دل کی ملکیت کی حاکم بن گئی تھی۔جب چوتھی بار ملی تھی کالج کے باہر تو اسکے دل کو اقرار کی منزل تک پہنچا گئی تھی۔شاید تب پہلی بار اس نے اقرار کیا تھا کہ وہ اہم ہے اسکی زندگی کے لیے۔کتنا عجیب رشتہ تھا دونوں کا انجان ہو کر بھی عجیب انسیت تھی۔جب اسے حسن آفندی کے گھر اس شام ٹیرس پر دیکھا تھا تب چپکے سے دل میں خواہش ابھری تھی کہ اگر وہ اسکی زندگی کی ساتھی بن جائے تو شاید زندگی بھی اس لمحے کی طرح خوبصورت اور پر سکون ہو جائے گی۔اور جب آخری بار ملی۔۔۔؟

مستقیم کے چہرے کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں نیلا آسمان نظروں کے بالکل سامنے اپنے تھال پر سفید روئے کی مانند بادل سجائے ہوئے تھا۔اسکی حسیات اسے کھینچ کر اس لمحے میں لے گئیں جس لمحے کو جیل کے دنوں میں اس نے سب سے زیادہ یاد رکھا تھا۔وہ لمحہ اس کے لیے ہزار لمحوں پر بھاری تھا۔اسے اسکی آنکھوں میں اپنے لیے شناسائی محسوس ہوئی تھی۔اسکے تھمتے قدموں کو اس نے بھی محسوس کیا۔گلی میں گم ہو جانے تک اپنے پیچھے اسکی حیران نظروں کا تعاقب بھی محسوس ہوا تھا۔اور سب سے بڑھ کر اس لڑکی کا پولیس والوں کو مِس گائیڈ کرنا اس نے دیکھا تھا گلی کی اوٹ سے۔ اور پھر وہ کچرے کے ڈبے پر چڑھ کر دوسری جانب کود گیا تھا۔اس نے پولیس والوں سے

جھوٹ کیوں بولا؟اور جو جواب اسکا دل اسے بتا رہا تھا وہ اسے چلو بھر پانی میں ڈوبا کر مارنے کے لیے کافی تھا۔وہ کیوں مجرموں کی طرح بھاگ رہا تھا؟اتنا بزدل وہ کب ہوا کہ اسے اپنے تحفظ کے لیے ایک لڑکی کے جھوٹ کا سہارا لینا پڑ رہا تھا؟وہ میدان جنگ سے بزدل مردوں کی طرح پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا تھا۔اسکے باپ نے اسے یہ نہیں سکھایا تھا۔وہ مستقیم جبرائیل تھاڈٹ کر سینا چوڑا کر کے بہادری سے سنگین سے سنگین حالات کا سامنا کرنے والا۔تو وہ اب کیوں گھبرا گیا تھا۔اس لمحے اس لڑکی کی موجودگی اسے وہ سکھا گئی تھی جو وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔پولیس اس تک پہنچ نہ پائی لیکن وہ پولیس تک خود پہنچ گیا۔یہ جنگ اگر اسکے لیے چنی گئی تھی تو اسے یہ لڑنی تھی۔دل میں بس ایک پچھتاوا تھا کہ وہ اسے مجرم سمجھتی ہو گی،وہ اسے گنہگار سمجھتی ہو گی۔اگلی بار جب وہ کبھی اس سے ملی تو اسکی آنکھوں میں نفرت ہو گی،بیگانگی ہو گی۔اور اس لمحے مستقیم جبرائیل نے شدت سے دعا کی تھی کہ ان دونوں کا اب کبھی سامنا نہ ہو۔اس دعا پر دل ویران ضرور ہوا تھا لیکن اس میں ہمت نہیں تھی واحد اس لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لیے بیگانگی اور نفرت دیکھنے کی۔

•••••••••••••••••••••••••••••

www.novelsclubb.com

آپ نے سکولرشپ کے لیے کب اپلائے کیا؟"ابو بکر نے ابھی اسے ترکی کی سکالرشپ "
کے بارے میں بتایا جس کے لیے اسکا ہفتے بعد انٹرویو تھا۔

جب تم میرے ایڈمیشن کے لیے بھیجے لنکس کو دیکھ کر بھی نظرانداز کر دیتے تھے۔""
ابو بکر کی بات پر وہ خاموش ہو گیا۔

"... مستقیم !انٹرویو کی تیاری کے لیے میں نے ایک اکیڈمی میں بات کی ہے"

"!بھائی مجھے آگے نہیں پڑھنا"

مستقیم پہلے ایک بار ضد کر چکے ہو اب کی بار ہماری بات مان کر دیکھ لو۔"ابو بکر اسے "
سمجھانے کے انداز میں بولا۔

میں ضد نہیں کر رہا لیکن شاید میں اب کبھی نہ پڑھ پاؤں۔میں اب پہلے جیسا قابل نہیں"
"رہا۔

مستقیم میں مانتا ہوں حالات کے ساتھ ساتھ بہت کچھ بدلا ہے۔یاد ہے بچپن میں تم"
پڑھنے یا کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے ایک دعا کرتے تھے۔" مستقیم نے چونک کر
ابو بکر کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

کونسی دعا؟"اس کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔جواب وہ جانتا تھا لیکن اس لمحے اسے لگا کہ وہ جان کر بھی انجان ہے۔

یہی کہ اللہ تعالیٰ میں اب یہ کام کرنے لگا ہوں آپ میری مدد کیجیے گا۔کیونکہ آپ کی مدد" کے بغیر میں کچھ نہیں۔اور اے میرے رب تو مجھے تنہا نہ چھوڑنا بے شک تو ہی میرا وارث ہے۔"ابو بکر نے اسکی دعا دہرائی تو اسکا دل گہرائیوں میں ڈوب گیا۔

ابو نے ہم سب کو سکھایا تھا کہ کسی بھی کام سے پہلے اللہ کی مدد ضرور مانگو لیکن میں نے اور" نویرہ نے کبھی ابو کی سکھائی گئی چیزوں کو اتنی دل لگی سے نہیں نبھایا جتنا تم نبھاتے رہے ہو۔تبھی تو ابو کے جگر کے ٹکڑے ہو۔"ابو بکر کے مسکرا کر کہنے پر وہ مسکرا بھی نہیں سکا۔ مستقیم کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ خاموشی سے اٹھ گیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔ابو بکر اور خدیجہ بیگم نے اسے افسوس سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

•••••••••••••••••••••••••

اسکی نیند میں خلل دروازے پر مسلسل بجتی بیل سے ہوئی۔وہ تیزی سے اٹھی۔دن کے گیارہ بج گئے تھے۔فجر کی نماز کے بعد وہ ایسا سوئی کہ آنکھ اب کھلی۔

شاید دراب آیا ہو؟ لیکن اس کے پاس تو کیز ہوتی ہیں پھر کون ہو گا؟" کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے سوچا۔

بیرونی دروازے کی جانب بڑھنے سے پہلے وہ رک گئی اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔ وہاں کی کھڑکی کے بلائنڈرز ہٹا کر اس نے باہر دیکھنا چاہا۔ باہر دراب کے ممانی اور ماموں کھڑے تھے۔ دراب نے بتایا تھا کہ وہ یہیں قریب رہتے ہیں۔ اس وقت دراب گھر نہیں تھا تو وہ کیوں آئے تھے؟ کیا انہیں پتہ تھا کہ آمنہ یہاں ہے؟

آمنہ واپس آ کر لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ گئی نظریں مسلسل دروازے پر تھیں۔ ڈور بیل بار بار بج رہی تھی۔

وہ یقیناً اس سے پوچھیں گے کہ وہ کہاں تھی پچھلا پورا مہینہ؟ تو وہ کیا کہے گی؟ ردا کی ممانی "یقیناً اسے قابل ترس نظروں سے دیکھے گی۔

کچھ دیر بعد بیل بجنا بند ہو گئی آمنہ دوبارہ بیل کے بجنے کا انتظار کرتی رہی پر بیل نہیں بجی۔ وہ دوبارہ کچن میں گئی اور کھڑکی سے جھانکا وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے شکر کا سانس لیا۔

www.novelsclubb.com

بریڈ کے سلائسز پر مائیونیز لگا کر کھایا۔ چائے بنا کر پی۔ اور وہیں ڈائننگ پر بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔

کب تک وہ چھپے گی ان سب سے ؟ایک دن تو اس کو ضرور سب کے سوالوں کا جواب دینا ہوگا نا؟ کبھی آزادی ایک خواب تھی لیکن آزادی بذاتِ خود ایک قید تھی آج اسے محسوس ہوا تھا۔" ایک نظر خاموش کچن کو دیکھا۔ اور ایک فیصلہ کرتے ہوئے وہ اٹھی۔ کچن کے کیبنٹس کھول کر اس نے کچھ سامان اکٹھا کیا اور کمرے میں جا کر سارے جوڑے اور کچھ استعمال کی چیزیں الماری سے نکال کر بیڈ پر رکھیں۔ اسے آس پاس کوئی بیگ نظر نہ آیا۔ کمرے سے باہر آکر اس نے اِدھر اُدھر بیگ ڈھونڈنا چاہا۔ اسٹور روم میں گئی۔ وہاں لائٹ نہیں تھی شاید خراب تھی اسی لیے کچھ نہ ملا۔ وہ دراب کے کمرے میں گئی اسکی وارڈروب کھولی تو سب سے نچلے خانے میں سوٹ کیس پڑا نظر آگیا۔ وہ اٹھا کر باہر آگئی۔ سارا سامان رکھ کر بیگ پیک کیا۔ وہ یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ مجبور تھی وہ کسی کو کوئی جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اسٹولر کو نماز اسٹائل میں لپیٹا اور بیگ تھامے بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ یہ قدم مشکل ضرور تھا لیکن ناممکن نہیں تھا۔

دروازے کالاک کھولااور ایک آخری الوداعی نظر اس گھر پر ڈال کر اس نے دروازہ کھولا اور بس وہیں تھم گئی۔اسکی سانس تک رک گئی تھی۔

•••••••••••••••••••••••••

ہاتھ میں کالے رنگ کا تھیلا تھامے وہ سڑک کنارے پھولتے سانس کے ساتھ تیزی سے دوڑتی چلی جارہی تھی۔

پچھلے سات آٹھ ماہ سے،جب سے یہ تمام مسائل شروع ہوئے ہیں میرا دل مجھ سے" صرف ایک سوال کر رہا تھا کہ میں کہاں غلط ہوں۔مجھے جواب نہیں ملا۔"وہ گھر سے باہر (نکل آیا تھااور کچھ فاصلے پر آکر سڑک کنارے آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا۔

اس کے پیچھے تین بڑے بڑے کتے تھے جو مسلسل بھونک رہے تھے۔اسکی ایک چپل نا جانے کتنا پیچھے چھوٹ گئی تھی اسے ہوش نہ تھا۔

بیس دن جیل میں رہ کر میں نے خود سے صرف ایک سوال کیا کہ میں کہاں غلط تھا؟" (مجھے جواب نہیں ملا؟"اس نے آسمان کی جانب دیکھا سورج ڈھل رہا تھا۔

پہلی دفعہ اسے گھر کی چار دیواری کی نعمت کا احساس ہوا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنی چار دیواری چھوڑ کر آئی تھی۔ اور اب احساس ہوا تھا کہ ہر قسم کی نعمت سے محروم لڑکی نے آخری نعمت کو خود ٹھوکر ماری تھی۔

اب تمنا ختم ہو گئی تھی اس سوال کا جواب جاننے کی۔ اور اب جواب مل گیا۔ "وہ اس نہر کے کنارے بیٹھ گیا جس کی لہروں میں سورج کا عکس ڈوب رہا تھا۔"

اس کے قدموں سے جان نکل رہی تھی۔ اس سے بھاگا نہیں جا رہا تھا۔ کب تک وہ بھاگے گی؟ کب تک وہ اپنا تحفظ کر پائے گی جس کا نہ کوئی اپنا انسان تھا نہ خدا؟ ایک نہ ایک دن تو اسے زیر ہونا ہی تھا تو آج کیوں نہیں؟ جب زیر ہی ہونا ہے تو اتنی محنت اور مشقت کیوں کرے وہ؟ حالات سے سمجھوتا نہیں کر سکی لیکن قسمت کو سمجھوتے سے کیسے روکے؟ اس نے قدموں کو روک لیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ بس یہ آخری تکلیف اس کے بعد سکون ہو گا۔ کتوں کی آوازیں قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھیں۔

"مجھے لگا تھا کہ میں مستقیم جبرائیل ٹھیک جا رہا ہوں۔ اس خوش فہمی میں میں اللہ سے غافل ہو گیا۔ مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا اور میں اللہ کی ذات سے ہٹ کر اپنی صلاحیتوں پر

www.novelsclubb.com

توکل کرنے لگا۔ میں نے اللہ سے مدد نہیں مانگی۔ مجھے لگا کہ میں تنہا ہی دنیا فتح کر لوں گا۔

!...مجھے اپنی قابلیت پر اتنا بھروسہ ہو گیا کہ میں بھول گیا کہ میں ایک بشر ہوں معمولی بشر

اللہ نے اس آزمائش سے مجھے میری اوقات یاد دلوادی کہ مستقیم جبرائیل اگر اتنے ہی

قابل ہو تو اس آزمائش سے نکل کر دکھاؤ۔ میں نہیں نکل سکا اس آزمائش سے۔ نہ مجھ پر لگا

جھوٹا الزام غلط ثابت ہوا۔ بلکہ ایک امیر آدمی کی رشوت سے میرے الزام کو غلط فہمی

گردان کر مجھے آزادی کی بھیک دے دی گئی۔ میں بھول گیا دنیا کے پیچھے اللہ کو۔ کیا صرف

نمازیں پڑھنا کافی ہیں؟ میں نے نمازیں نہیں چھوڑیں بس توکل چھوڑ دیا اور میں ڈوب

گیا۔" اس کی سرخ آنکھیں اسکا کرب بیان کر رہی تھیں۔ یہ آزمائش تھکا دینے والی تھی

(اور اسے بہت تھکا گئی تھی لیکن ساتھ ساتھ بہت کچھ سکھا بھی گئی تھی۔

ایک لمحے کو دل چاہا کہ وہ پھر سے بھاگے شاید زندگی مل جائے، نہیں! زندگی تو مل جائے

گی لیکن سکون کہاں سے لائے گی وہ؟ بس فیصلہ ہو گیا۔ وہ بھی بزدل نکلی قسمت اور حالات

سے ڈر کر جان دینے کو وہ تیار تھی۔ کیا کرے گی بہادری دکھا کر؟ کس کے لیے اور کس کی

امید پر جیئے؟ موت بہتر ہے، لمحوں میں فیصلہ ہو گیا تھا اسکی سانسوں کا۔

www.novelsclubb.com

پاگل ہو لڑکی؟" کوئی مردانہ آواز ابھری تھی۔ موت کے بہت قریب زندگی جیسی۔"

کسی نے چیخ کر اسے کھینچتے ہوئے ان کتوں کا نوالا بننے سے بچایا تھا۔ کسی نے اسے اپنی اوٹ میں چھپا کر ان کتوں سے بچایا تھا۔

کیا اسے بھی کوئی بچا سکتا تھا؟ کیا اسکی زندگی بھی کسی کے لیے اہمیت رکھتی تھی؟" یہ وہ" سوال تھے جسکا جواب زرفشاں کے پاس نہیں تھا۔

....

آپی؟" آنکھوں میں آنسو لیے احمد سیدھا اسکے سینے سے آلگا تھا۔ سکون دل کی گہرائیوں" تک اسکی روح میں اتر گیا۔

سارہ بیگم اور نعیم صاحب بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ساتھ دراب بھی کھڑا تھا اس نے ہاتھ میں سوٹ کیس تھاما ہوا تھا وہ حیران نظروں سے آمنہ کے پیچھے پڑے سوٹ کیس کو دیکھ رہا تھا۔ احمد پیچھے ہوا تو سارہ بیگم نے بازو پھیلائے اور آمنہ کا سر جھک گیا۔ اس میں ہمت نہیں تھی اپنے ماں باپ کا سامنا کرنے کی۔ دراب نے گہرا سانس لیا۔

کیاہوتااگر وہ گھر عین وقت پر نا پہنچتے؟کیاانسیکیورٹی تھی اسے یہاں؟"وہ بس سوچ ہی" سکا۔

قاسم صاحب نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تو وہ سارے بند توڑ کر رودی تھی۔سارہ بیگم بھی روتی ہوئی ان کے ساتھ لگ گئیں۔یہ تحفظ،یہ ساتھ وہ ترسی تھی،وہ تڑپی تھی اس لمس کے لیے۔یہ ناقابل یقین تھا کہ اسکے والدین اسکا بھائی سب اسکے پاس تھے۔دراب خاموشی سے پیچھے سے ہوتا ہوا سوٹ کیس لے کر اندر چلا گیا اور دروازے کے اندر کی جانب پڑا سوٹ کیس کسی کی بھی نظر میں آنے سے پہلے اٹھا کر اندر لے گیا اور آمنہ کے کمرے میں رکھ دیا۔وہ سب بھی اندر آچکے تھے۔اس نے ایک پر شکوہ نظر آمنہ پر ڈالی جو سارہ بیگم کے سینے سے لگی بیٹھی غیر متوجہ تھی۔

••••••••••••••••••••••••

www.novelsclubb.com

کیانام ہے بیٹااور آپ یہاں کیا کر رہی ہو؟"اماں وڈی ساٹھ ستر سال کی خاتون تھیں جو" گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھیں اس سے سوال جواب کر رہی تھیں۔وہ کسی بھی قسم کا جواب دیے بغیر مسلسل روئے چلی جارہی تھی۔

اماں وڈی نے بن یامین کی طرف دیکھا جو گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا الجھا ہوا کبھی اماں وڈی کو دیکھتا اور کبھی اسے۔

بیٹا کہاں رہتی ہو آپ؟ چلو آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیں؟"اماں وڈی کی بات پر" زرفشاں نے تیزی سے گردن کو نفی میں ہلایا۔

" نہیں میرا گھر نہیں ہے۔"

لیکن بیٹا آپ کہیں تو رہتی ہو گی نا؟ کہاں سے آئی ہو؟"اماں وڈی کے سوال پر اس نے" پھر سے گردن کو نفی میں ہلایا۔

مجھے نہیں جانا واپس۔ آپ مجھے یہیں چھوڑ دیں۔"ہمت کر کے وہ بولی تھی۔"

تاکہ تم ان کتوں کا ڈنر بن جاؤ؟"بن یامین درمیان میں چڑ کر بولا۔ اسے غصہ آ رہا تھا۔"

www.novelsclubb.com

اماں وڈی کی کارڈیالوجی میں اپوائنٹمنٹ تھی اور وہ اپنا وقت اس لڑکی کے میلوڈرامے پر ضائع کر رہی تھیں۔ زرفشاں تھوڑی کو گردن سے لگائے آنسو بہا رہی تھی۔

اماں اسے تھوڑا آگے جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کے پاس آپکا نمبر نکل جائے گا۔"اماں" وڈی نے بن یامین کی بات پر غصے سے اسے دیکھا۔

بن یامین ہمیں مت سکھاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں.. سمجھے ؟"بن یامین نے" کندھے اچکا کر اپنا چہرہ ونڈو سکرین کی جانب موڑ لیا۔اماں وڈی کو ہمدردی کا بخار چڑھ چکا تھا اب وہ اس لڑکی کو ٹھکانے لگانے سے پہلے بات نہیں مانیں گی اسی لیے اس نے اپنی انرجی اماں وڈی پر ضائع کرنا اہم نہیں سمجھا۔

میں گھر نہیں جاؤں گی۔"اماں وڈی کی مزید بازپرس پر وہ روہانسا سی ہو کر بولی۔"

چلو جی !اماں میں نے کہا تھا نا یہ بچی گھر والوں سے لڑ کر بھاگی ہے۔بیٹا لڑائیاں ہوتی رہتی" ہیں ایسے گھر تھوڑی چھوڑتے ہیں شاباش بتاؤ گھر کہاں ہے ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔"بن یامین بیک وقت اماں وڈی اور اس سے مخاطب ہوا تھا۔زرفشاں چہرہ چھپا کر پھر رونے لگی۔ اماں وڈی نے اسکے بازوؤں پر جگہ جگہ زخم دیکھے۔کہیں جلے ہونے کے نشان، کہیں ناخنوں کے نشان اور کہیں نیل باقی وہ مکمل چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ نشان.. کس نے دیے ہیں ؟"اس کے ہاتھ کو تھام کر اوپر کی جانب کر کے دیکھتے ہوئے" اماں وڈی کی بات پر بن یامین کو پہلی بار یہ معاملہ سنگین لگا تھا۔دوسرے ہاتھ سے اس نے

سختی سے ایک کالے رنگ کا تھیلا تھاما ہوا تھا جس میں کپڑے معلوم ہوتے تھے۔ سہم کر اس نے اپنا بازو واپس کھینچا تھا۔

بیٹا بتاؤ کس نے دیے ہیں یہ زخم؟ آپ بتاؤ گی نہیں تو ہم مدد کیسے کریں گے؟"اماں وڈی" کی بات پر اس نے نم آنکھوں سے انکی جانب دیکھا۔

میری مدد کوئی نہیں کر سکتا۔"بن یامین کو اس تیرہ چودہ سالہ بچی کے چہرے پر تلخی ہی" تلخی محسوس ہوئی اور پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس نے اسے پہلے کہیں دیکھا ہوا تھا پر کہاں؟

ہم کر سکتے ہیں مدد! آپ بس بتاؤ آپ کا گھر کہاں ہے؟"اماں وڈی کی بات پر اس نے" اپنے آنسو صاف کیے۔

گھر نہیں ہے؟"وہ اتنی معصومیت سے بولی کہ بن یامین کو پہلی بار اس پر ترس آیا۔"

"پھر گھر والے کدھر رہتے ہیں؟"

گھر والے بھی نہیں ہیں۔ سب مر گئے ہیں۔"اس کے آنسوؤں میں پھر سے روانی آئی" تھی۔

www.novelsclubb.com

آپ اب تک کہاں رہ رہی تھی؟"اماں وڈی نے وہی سوال مختلف انداز میں دوبارہ" دہرایا۔

اپنی پھوپھی کے گھر۔"چلو آخرکار کوئی تو جواب ملا تھا۔"

پھوپھو نے گھر سے نکال دیا؟"بن یامین کے اندازے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

میں خود ہی بھاگ آئی ہوں۔"سر جھکائے اس نے اپنا جرم تسلیم کیا۔بن یامین اماں وڈی" کا چہرہ دیکھ کر مسکرایا جیسے جتانا چاہ رہا ہو کہ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا یہ گھر سے بھاگ کر آئی ہے۔

کیوں بھاگ آئی ہو؟اور یہ زخم پھوپھو نے دیے ہیں؟"اس نے ہاں میں سر کو جنبش" دی۔

آپ کے بہن بھائی،امی ابو کوئی نہیں ہے؟"اماں وڈی کا لہجہ نم ہوا تھا۔"

تھے دو سال پہلے تک۔اب کوئی نہیں۔"اپنے ہاتھوں کے زخم کو گھورتے ہوئے وہ بتا" رہی تھی۔

"کیوں دو سال پہلے کیا ہوا تھا؟"

www.novelsclubb.com

"یہاں آکرامی نے سب کی طنزیہ گفتگو سے تنگ آکر خودکشی کرلی اور ایک ہفتہ پہلے میرے ابو بھی فوت ہوگئے ہارٹ اٹیک سے۔" اماں وڈی نے دہل کر دل تھاما تھا۔ کئی لمحے وہ اور بن یامین کچھ بول نہ سکے تھے۔ اس نے کتنی آسانی سے اتنی دردناک کہانی سنادی تھی۔ کچھ لمحوں بعد اماں وڈی نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

دوسال پہلے میری بہن گھر سے بھاگ گئی۔ تو ہم یہاں آگئے پھوپھی کے پاس۔ یہاں

"یہ زخم پرانے لگ رہے ہیں، تمہارے ابو پھوپھی کو روکتے نہیں تھے مارنے سے؟" اماں وڈی کے سوال پر اس نے تلخی سے اپنے زخموں کو دیکھا۔

"منع کرتے تھے... کہتے تھے کہ ان تھپڑوں سے یہ ڈھیٹ ہڈی نہیں مرنے والی۔ ایک دفعہ ہی گلہ دبادو تاکہ یہ ذلت کا آخری سہرا بھی میرے سر سے اتر جائے اور وہ سکون سے باعزت ہو کر مر سکیں۔" ہچکیوں میں اس نے اپنی بات مکمل کی۔

"کیسا جاہل خاندان ہے؟" اماں وڈی ایک دم سے غصے سے آگ بگولہ ہوئی تھیں۔

"پھوپھو کا گھر کہاں ہے بتاؤ مجھے؟" بن یامین نے گہرا سانس لے کر سوال کیا۔

نہیں میں واپس نہیں جاؤں گی۔میں واپس گئی تو وہ مجھے ماریں گی۔"وہ خوف سے بولی تھی۔

"نہیں اماں وڈی کے ہوتے ہوئے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔یقین کرو۔"اماں وڈی کے کہنے پر اس نے سر جھکایا۔

"مجھے یہیں چھوڑ دیں پلیز! میں واپس نہیں جاؤں گی۔"اماں وڈی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر وہ التجائیہ انداز میں بولی تھی۔

اماں وڈی کو اس پر بہت ترس آیا تھا جبکہ بن یامین کی تیوری چڑھی تھی۔

"اڈریس بتاؤ ورنہ ہم پولیس اسٹیشن چھوڑ دیں گے۔یہاں سڑکوں پر نہیں چھوڑ کر جانے والے۔کل کلاں کچھ ہو گیا تمہیں تو میری بوڑھی دادی نے صدمے سے ہی اللہ کو پیارا ہو جانا ہے۔"بن یامین کے دوٹوک انداز پر جہاں زرفشاں سہمی تھی وہیں اماں وڈی نے چپل اتار کر اسکے بازو پر دے ماری تھی۔

"اماں! جس طرح آپ اڈریس پوچھ رہی ہیں اس طرح دو صدیاں ہماری اسی گاڑی میں گزر جانی ہیں۔"وہ چڑ کر بولا۔

بیٹا بتاؤ اڈریس! اماں وڈی وعدہ کرتی ہے تم پر آنچ بھی آنے نہیں دے گی۔" زرفشاں" نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد اڈریس بتادیا۔

یہ کونسا علاقہ ہے۔ کبھی نام نہیں سنا۔" گوگل میپ پر سرچ کرتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔"

مجھے راستہ آتا ہے۔" سر جھکائے وہ بولی۔"

وہ علاقہ کافی بیک ورڈ تھا۔ تنگ تنگ گلیاں اور جگہ جگہ کوڑوں کا ڈھیر۔

زرفشاں کے کہنے پر ایک بلڈنگ کے سامنے گاڑی روک دی۔

یہ ہے گھر۔" اس بلڈنگ کی دوسری منزل کی جانب اشارہ کرتے وہ بولی تھی۔"

زرفشاں کو ساتھ لیے وہ دونوں اندر کی جانب چل دیے۔ اندر کافی بدبو، کوڑوں کا ڈھیر اور مکھیوں کا قبیلہ آباد تھا۔ اماں وڈی کا دل خراب ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

دروازے کے سامنے رک کر اس نے خوف و امید سے اماں وڈی کو دیکھا انھوں نے آنکھوں سے اسے تسلی دی اور دروازہ کھٹکھٹانے کو کہا۔

"اوہ بدذات تمہاری ہمت کیسے ہوئی اپنی شکل دوبارہ دکھانے کی؟" اس کے دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے ہی تیسری منزل کی سیڑھیاں اترتی ایک سانولی سے عورت چیخ کر بولی۔اس کے ہاتھ میں کپڑوں کی ٹوکری تھی جو وہ وہیں چھوڑ کر اسکی جانب جھپٹی تھی اور اس سے پہلے کے اماں وڈی یا بن یامین کوئی نوٹس لیتے اس عورت نے اسکا بازو تھام کر اسکے چہرے پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔بن یامین اور اماں وڈی بوکھلا گئے۔

"دماغ ٹھیک ہے کیا کر رہی ہیں آپ؟" اماں وڈی اس عمر میں اس جاہل عورت کو روکنے سے رہی تھی۔بن یامین نے آگے بڑھ کر زرفشاں کا ہاتھ تھام کر اس اپنی اوٹ میں کیا۔

"پاگل ہو گئی ہیں آپ عمر دیکھ رہی ہیں اس بچی کی؟" وہ تیش سے بولا۔

"تم کون ہوتے ہو بیچ میں بولنے والے؟ ہاں ایک بدذات بہن گھر سے بھاگ گئی اور دوسری... یہ کیا چوری کر کے بھاگی تھی؟" چیختے چلاتے اسکی نظر اس کالی پوٹلی پر گئی جو نیچے گری ہوئی تھی۔اس نے آگے بڑھ کر پوٹلی کو کھولا۔دو گھسے پٹے سوٹ تھے ایک چادر ایک تصویر اور شاپر میں سونے کے کنگن۔

تو یہ چوری کر کے بھاگی تھی۔ تیری ہمت کیسے..."وہ پھر سے اسے مارنے آگے ہوئی تھی" کہ بن یامین درمیان میں دیوار بن گیا۔

"خبردار! پیچھے رہ کر انسانوں کی طرح بات کریں ورنہ میں پولیس بلوالوں گا۔"

ہاں ہاں میاں بلواؤ پولیس.. پکڑواؤ اس چورنی کو جو گھر سے چوری کر کے بھاگی تھی۔" جس پھوپھی نے اپنے پیٹ پر پتھر رکھ کر ان سپنیوں کو پالا اسی کے گھر ڈاکا مار گئی۔"وہ عورت بدلحاظی کی انتہا پر تھی۔

یہ کنگن میرے ہیں۔ میری امی کے ہیں، یہ مجھے واپس دیں۔"زرفشاں یامین کی اوٹ" سے نکل کر آنسوؤں سمیت غصے سے بولی تو اس عورت نے اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ایسی گالیاں جو کسی بھی انسان کو شرمندہ کر سکتی تھیں۔

آپ اپنا منہ بند کریں گی؟"بن یامین غصے سے چیخا تھا۔اس وقت وہ ضبط کی کس انتہا پر تھا" یہ وہ ہی جانتا تھا، کسی کی زبان اس حد تک بھی گندی ہو سکتی ہے اسکی سوچ تھی۔بلڈنگ کے مختلف فلیٹس سے لوگ نکل کر مجمعے کی صورت وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔

زرفشاں بیٹا چلو یہاں سے۔یہ ماحول واقعی تمہارے لیے نہیں۔"اماں وڈی بڑے صبر سے بولی تھیں ورنہ انکادل چاہا تھااس عورت کو پولیس کے حوالے کروا کر ہی جائیں۔

نہیں وہ میری اماں کے کنگن ہیں۔میں نہیں چھوڑوں گی۔میری اماں نے ایک ایک روپیہ جوڑ کر یہ کنگن بنائے تھے میں اسے کسی صورت نہیں چھوڑوں گی۔"وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔اسکی پھوپھی نے پھر سے اسے گالیاں دینی شروع کر دی۔بن یامین کو اب غصہ اس لڑکی پر آیا تھا۔پھوپھی ایسی تھی تو وہ کونسا ضد کی کم تھی۔

دیکھیں یہ کنگن آپ مجھے بیچ دیں میں اسے ڈبل قیمت پر خریدنے کو تیار ہوں۔"اماں وڈی کی بات پراس عورت کی زبان کو بریک لگی تھی۔

ان کنگنوں کی جو حالت ہے یہ مشکل سے پانچ ہزار تک بکے گیں۔میں آپکو اس کے دس ہزار دیتی ہوں یہ مجھے دے دیں۔"بن یامین نے گھورتی نظروں سے اماں کو دیکھا جسے وہ نظر انداز کر گئیں تھیں۔

اس عورت نے کنگنوں کو دیکھ کر کچھ سوچا کچھ عرصہ پہلے ان کنگنوں کی قیمت لگوائی تھی تو اڑھائی ہزار لگی تھی اور یہاں دس ہزار مل رہے تھے۔ان کنگنوں میں سونا بس برائے نام ہی تھا۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔"وہ عورت فٹ سے بولی تھی۔بن یامین کو غصہ آیا تھا اماں" جذبات میں آکر پیسے ضائع کر رہی تھیں۔بن یامین کی گھوریوں کو نظرانداز کرتے ہوئے انہوں نے پرس سے دس ہزار نکال کر اس عورت کے ہاتھ میں رکھے اور وہ کنگن زرفشاں کو پکڑائے۔

اس لڑکی کو اب میں گھر نہیں رکھوں گی۔ہم غیرت مند لوگ ہیں بھاگی ہوئی لڑکیوں کی" ہمارے ہاں کوئی جگہ نہیں۔"ہزار ہزار کے نوٹوں کو گنتے ہوئے وہ آنکھیں گھما کر بولتی ہوئی بن یامین کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔ایسی عورت سے اسکا پہلی بار پالا پڑا تھا اور دل میں شدت سے خواہش جاگی تھی اسے سلاخوں کے پیچھے دیکھنے کی۔

آپکی غیرت کا جو مظاہرہ ہم کر چکے ہیں اسکے بعد انسانیت ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ اس" بچی کو آپ کے پاس چھوڑ کر جائیں۔آج سے یہ بچی اماں وڈی کی ذمے داری ہے کسی کو

اعتراض ہے تو بولے۔"اماں وڈی کے رعب سے کہنے پر وہاں خاموشی چھا گئی اور زرفشاں کا سر جھک گیا۔

چلو بچے!"اماں وڈی کے اشارے پر اس نے آگے بڑھ کر اپنے کپڑے اور تصویر والا" فریم اٹھایا اور ان کے ساتھ چل دی۔ان دونوں کے حصار میں باہر نکلتے ہوئے جو تحفظ کا احساس اسے ہوا تھا،اس تحفظ کے لیے وہ کئی عرصے سے ترس رہی تھی۔

کتنی عجیب بات ہے ناجب اپنے گدھوں کی طرح نوچنے کو تیار ہوتے ہیں تب اللہ غیروں کے دل میں ہمدردی ڈال کر انہیں محافظ بنا کر بھیج دیتے ہیں۔

••••••••••••••••••••••••••••••••

مائرہ کی بات پر کھانا کھاتی ردا کے ہاتھ تھمے تھے۔

اچھا اتنی جلدی لڑکی پسند کرلی ابھی تو اوہان پڑھ رہا ہے۔" کھانا کھاتے فیض نے تبصرہ کیا" تھا۔

ہاں بھئی میرے بعد انکی نظر اوہان پر ہی ہے کہتی ہیں جلدی جلدی سب کی شادیاں نپٹا" لیں گی۔پھر زندگی کا کیا پتہ۔اور ویسے بھی ابھی تو صرف لڑکی پسند کی ہے ابھی منگنی وغیرہ

شاید کریں شادی تو ظاہر ہے اسکی سٹڈیز کے بعد ہی کریں گے۔"ہاتھ روکے وہ بالکل گم صُم سی مائرہ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

لڑکی کون ہے؟"فیض نے سوال کیا۔"

امی کی کسی دوست کی بیٹی ہے۔کچھ دن پہلے ہی امی ان سے ملی تو بس امی کا دل آگیا۔""" ہنس کر کہتے ہوئے مائرہ نے خاص طور پر ردا کو نوٹس کیا تھا۔وہ میز سے اٹھ گئی۔

کدھر جا رہی ہو ردا۔کھانا مکمل کھاؤ" مائرہ نے اسے کھانے کے درمیان ہی اٹھتے دیکھ کر" کہا۔

میں کھا چکی،آپ انجوائے کریں۔"کہہ کر وہ رکی نہیں تھی اپنے کمرے کی جانب بھاگی" تھی۔مائرہ کی نظروں نے آخر تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

••••••••••••••••••••••••••

آمنہ تم بیوقوف ہو،اندازہ تھا مجھے۔لیکن کس حد تک بیوقوف ہو یہ کل پتہ چل گیا۔"""

آمنہ ٹیرس پر کھڑی اوُر کوٹ پہنے اسکی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر پر اونی ٹوپی پہنے باہر جمی ہوئی برف دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی اور پھر دراب کی آواز سنائی دی۔

وہ آج دراب کے اور دو پولیس اہلکاروں کے ساتھ جا کر گواہی دے آئی تھی۔اب اسکے ویزے کا پروسس بھی سٹارٹ ہو چکا تھا۔آمنہ نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا بس خاموش رہی، وہ ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔

کہاں جا رہی تھی بیگ لے کر؟ایک بار بھی سوچا تم نے کہ تم یہاں کس مصیبت میں" پھنس سکتی تھی؟"دراب کے انداز میں غصہ تھا۔وہ کل سے اسے آنکھوں میں گھور رہا تھا اور آمنہ مکمل اسے نظرانداز کر رہی تھی جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔اب بھی ڈھیٹ بنی ایسے کھڑی تھی جیسے کانوں نے سننے کی صلاحیت کھو دی ہو۔

چلو اپنے بارے میں نہیں تو ایک بار ہی سہی لیکن اپنے پیرنٹس کے بارے میں ہی سوچ" لیتی۔سارہ پھوپھو کی طبعیت دیکھ رہی ہو؟ا گر انہیں تم یہاں آکر بھی نہ ملتی...تو سوچا ہے انکی کیا حالت ہوتی؟"آمنہ نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔

www.novelsclubb.com

آمنہ سن رہی ہو میری بات؟"اس بار دراب اونچا بولا تھا۔"

کیوں چیخ رہے ہیں؟سن لی ہے۔اب سر نہ کھائیں۔"وہ بےزاریت سے بولی تھی۔اور" دراب کے تو سر پر لگی تلوؤں پر جا بجھی۔

تم چاہتی کیا ہو آمنہ ؟ تمہیں اندازہ ہے کتنے دنوں کی ان تھک محنت کے بعد ہم تمہیں" وہاں سے نکالنے پر کامیاب ہوئے ہیں اور تم ہو کہ پرواہ ہی نہیں۔ کسی اور کی کیا پرواہ کرنی تمہیں تو اپنی ہی پرواہ نہیں ہے۔" دراب چڑ کر بولا تھا۔

••

امی! اللہ کے ہوتے ہوئے ولیوں کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں؟ مزاروں پر" جا کر کیوں سجدے کیے جاتے ہیں؟ کیا یہ شرک نہیں؟" اس دن سے شبانہ بیگم زرش سے نہیں بولی تھیں آج صبح سے انکا موڈ کچھ بہتر تھا، زرش سے بھی بات کر رہی تھیں۔ زرش کو اپنی زبان کہ کڑواہٹ کا اندازہ تھا اسی لیے اس وقت ان سے معافی مانگنے آئی تھی جب کمرے میں انہیں دربار پر جانے کی تیاری کرتے دیکھا۔ تو چاہ کر بھی آج اپنی ماں سے پوچھنے سے رک نہیں پائی تھی۔

www.novelsclubb.com

نعوز باللہ! شرک کیسا؟ ہم کونسا ان ولیوں کو اللہ کے برابر ٹھہرا رہے ہیں؟ استغفار! وہ ولی" تو اللہ کے بزرگ ہوتے ہیں جو ہماری دعاؤں اور فریادوں کو اللہ کے دربار پیش کرنے کا

وسیلہ بنتے ہیں۔انہی کے شرف سے ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔"شبانہ بیگم کی اس لاجک پر وہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔

امی! اللہ واحد ہے۔وہ بے نیاز ہے اسے کسی کی ضرورت نہیں۔"زرش کے کہنے پر شبانہ بیگم صوفے پر بیٹھ گئیں۔

اللہ بے شک بے نیاز ہے۔اسے ضرورت نہیں لیکن بیٹا ہمیں ضرورت ہے۔ہم جیسے گناہگاروں کی فریاد اللہ تب جلدی سن لیتے ہیں جب انکا کوئی ولی سفارش کر دے۔"شبانہ بیگم نے اسے سمجھانا چاہا۔

امی اللہ سب کی سنتے ہیں۔کوئی کتنا ہی گنہگار اور برا کیوں نہ ہو۔بس ایک بار دل کی گہرائیوں،دل کی سچائی سے اگر اللہ کو پکارا جائے تو اللہ معاف کر دیتے ہیں۔ہمیں اپنی فریاد اللہ تک پہنچانے کے لیے کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔"شبانہ بیگم نے افسوس سے زرش کو دیکھا۔

کتنا علم ہے زرش تمہارے پاس؟دین کے بارے میں تم جانتی ہی کیا ہو؟یوٹیوب پر ایک دو مولویوں کو سن کر سمجھتی ہو کہ تمہیں سب علم ہے۔تمہاری ماں جاہل نہیں ہے۔جس

وقت سے میں گزری ہوں تم یا تمہارا باپ نہیں گزرے۔ جانتی ہو میرے ابو کی کتنی بری حالت تھی۔ ان پر کالا جادو کروایا ہوا تھا کسی نے۔ اس وقت نسیم خالہ نے ایک بہت پہنچے ہوئے درویش سے دم کروایا اور ان کا ہر کہا مانا۔ ان کے زریعے اللہ تک فریاد پہنچائی اور کچھ دنوں میں ہی ابو ٹھیک ہو گئے۔ وہ ہماری دعاؤں سے نہیں بلکہ اللہ کے درویش کی دعاؤں سے شفایاب ہوئے تھے۔ ہماری دعاؤں میں اور درویشوں کی دعاؤں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ہم گنہگار ہوتے ہیں اور وہ نیک اور بزرگ۔ خدیجہ کا بھی ہمیشہ یہ ہی اختلاف رہا جو تمہارے باپ کا اور تمہارا ہے اور دیکھو آج وہ رل رہی ہے کوئی ایک رشتے دار جو اسکے ساتھ ہو؟ تم بھی یوں ہی رل جاؤ گی، ماں ہوں اس لیے سمجھا رہی ہوں۔" زرش نے گہرا سانس لیا۔

امی ! چلیں مان لیا کہ آپکے درویش بہت نیک اور بزرگ ہیں۔ لیکن وہ خود کو سجدہ کیوں کرواتے ہیں؟ وہ آپکو نماز یا قرآن کا حکم دینے کی بجائے تعویز کیوں دیتے ہیں؟ یا جلانے کو مختلف پرچیاں یہ سب کیا ہے؟"

زرش بلاوجہ کی بحث کر رہی ہو۔" شبانہ بیگم کا انداز کڑک تھا۔"

امی بحث نہیں کررہی بس بتاناچاہتی ہوں کہ یہ لوگ خود بھٹکے ہوئے ہیں یہ ہمیں بھی" بھٹکارہے ہیں۔جو اللہ کے نیک ولی گزر گئے ہیں انہوں نے کبھی نہیں کہاکہ ہمارے مزار بناؤاور ہمیں آکر سجدے کرو۔یہ شرک ہے،آپ سمجھیں!"شبانہ بیگم کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔

اٹھواور جاؤیہاں سے۔دو جماعتیں پڑھ کرماں کوراستہ دکھائیں گے۔"شبانہ بیگم کا چہرہ" غصے سے سرخ تھا۔زرش خاموشی سے اٹھ گئی۔

اپناموبائل مجھے دے کر جاؤ۔خبردار اگر تم نے دوبارہ ان مولویوں کوسناتو۔بے دین" ہوتی جارہی ہو۔"زرش کامنہ کھل گیا۔

"امی..؟"

موبائل دے کر جاؤ۔انہیں ماں اب کافر لگنے لگی ہے۔اسی دن سے ڈرتی تھی۔لیکن" اولاد تو ہے ہی آزمائش،کیسے ممکن ہے کہ ماں باپ کو تنگ نہ کرے۔"زرش کمرے سے نکل گئی وہ بیٹھیں کڑھتی رہی تھیں۔موبائل لاکرانہیں تھماکر وہ ناراضگی سے باہر چلی گئی۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••••

وہ ہونق بنا اپنے سامنے کھڑی ردا کو دیکھ رہا تھا۔اسے ایک لمحے کے لیے بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ جو اس نے ابھی سنا ہے وہ سچ بھی ہو سکتا ہے۔

"ردا آئی ایم شاکڈ! تم نے مجھے اس لمحے کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں چھوڑا۔میں تم سے کچھ بھی ایکسپیکٹ کر سکتا ہوں مگر یہ ہر گز نہیں!"ردا نے نم پر شکوہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"...مجھے پتہ ہے جو میں نے کہا وہ آپ کے لیے ایکسیپٹ کرنا مشکل ہے لیکن مشکل نہیں ناممکن!"اوہان نے دوٹوک انداز میں اسکی تصیح کی تھی۔"

میرے لیے تم بالکل میری بہنوں کی طرح ہو۔جیسے زرش،امل اور مائرہ۔میں تمہارے" بارے میں ایسا سوچ ہی نہیں سکتا۔"اوہان کی آنکھیں اسکے لفظوں کی سچائی کا ساتھ دے رہی تھیں۔ردا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی تذلیل کرتا تھپڑ اسکے چہرے پر آ لگا ہو۔

لیکن میں آپ کی بہن نہیں ہوں..."شکست خوردہ انداز میں وہ بولی تھی۔اوہان نے گہرا" سانس لیا۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے کبھی ایسی سچویشن کو بھی ڈیل کرنا

پڑ سکتا ہے اس لمحے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے کہ ردا بات سمجھ بھی جائے اور اسے برا بھی نہ لگے۔

ردا مجھے نہیں پتہ کہ میرے کونسے رویئے نے تمہیں ایسا تاثر دیا ہے کہ تم یہاں کھڑی" مجھ سے یہ سب کہہ رہی ہو۔ لیکن میرا اللہ گواہ ہے کبھی بھی میری نیت غلط نہیں تھی۔ میں نے ہمیشہ تمہیں بہنوں کی طرح نا صرف ٹریٹ کیا ہے بلکہ بہن سمجھا بھی ہے۔ دراب کے کہنے پر تمہیں پروٹیکٹ بھی بہن سمجھ کر کیا۔ اس دن دراب سے ریلیٹڈ تمہاری غلط فہمی بھی تمہیں بہن سمجھ کر دور کی تھی۔ اسکے علاوہ میری کوئی اٹینشن نہیں تھی۔" او ہان دھیمے نرم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میری نیت بھی غلط نہیں ہے۔ میں نے آپ سے کوئی غلط ڈیمانڈ نہیں کی، صرف اتنا کہا" کے کہ چچی جان جہاں آپکا رشتہ کرنا چاہتی ہیں آپ وہاں سے انکار کر دیں کیونکہ میں آپکو پسند کرتی ہوں۔" ردا کی آنکھ سے بے بسی سے آنسو نکلا تھا۔ اتنی ذلت تو اسے تب محسوس نہیں ہوتی تھی جب دراب اسے سب کے سامنے ڈانٹ دیتا تھا، جتنی ذلت آج محسوس ہوئی تھی۔

"ردا یہ غلط ہے! اور تمہاری یہ عمر نہیں ہے یہ سب سوچنے کی۔"

"آپ عمر کو درمیان میں مت لائیں بس مجھے اتنی گارنٹی دے دیں کہ جب کبھی آپ اس بارے میں سوچیں آپ سب سے پہلے مجھے کانسیڈر (consider) کریں گے۔" ردا نے منت کرتے انداز میں کہا۔ ردا نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ کسی کے سامنے اتنا جھکے گی جتنا اسے اوہان کے سامنے جھکنا پڑ رہا تھا۔

"نہیں! ہر گز نہیں۔ میں نے کہا نا ردا یہ غلط ہے۔ نہ میں تمہیں کبھی کانسیڈر کروں گا اور نہ تم مزید اس خناس کو اپنے دماغ میں بٹھاؤ گی۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو آئی ڈونٹ کیئر! لیکن میرے لیے تم بالکل زرش کی طرح ہو۔ اسی لیے تمہیں آنسٹ مشورہ دوں گا۔ ویلیو یور سیلف!

نہ میرے پیچھے بھاگو نہ کسی اور انسان کے۔ انسانوں کے پیچھے بھاگو گی تو خود کو بے توقیر (بے عزت) کر لو گی۔ انسان تو اپنا خود کا نہیں ہوتا کسی اور کا کیا ہو گا؟ اس کے پیچھے بھاگو جس کے پیچھے بھاگنے سے بھرم نہیں ٹوٹتا۔ جو آپکی محبت کو بے وقعت نہیں کرتا بلکہ عزت دیتا ہے۔" ردا کا سر جھکا تھا ذلت سے، ندامت سے۔ وہ خاموشی سے نم آنکھوں کے

ساتھ سرخ چہرہ لیے سر جھکائے کھڑی رہی تو اوہان کو برا لگا۔اس نے کبھی ردا کو ایسے نہیں دیکھا تھا سوائے ان لمحات کے جب دراب اسکی طرف سے دی گئی فکر اور اسکے تحفظ کو ڈانٹ کر جھٹک دیتا تھا۔

"ردا مجھے غلط نہیں سمجھنا۔میں تمہاری بے عزتی نہیں کر رہا۔ہم انسانوں کے پاس حق نہیں ہوتا کسی کی بھی تذلیل کرنے کا۔نا ہماری اتنی اوقات ہوتی ہے کہ ہم کسی کو ایکسیپٹ یا رجیکٹ کر سکیں۔میں صرف اتنا سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ راستہ غلط ہے جس پر تم چل رہی ہو۔اللہ کی پیاری بندیوں کا یہ سٹینڈرڈ نہیں ہوتا،نہ تمہارا یہ سٹینڈرڈ ہے کہ تم مجھ جیسے عام سے انسان کے پیچھے بھاگو یا اس سے امیدیں لگاؤ۔تمہارا اسٹینڈرڈ اونچا ہے۔تم امیدیں لگاؤ اللہ سے،بھاگو اللہ کے پیچھے،بہت عزت ملے گی۔یہ میرا نہیں بلکہ اللہ کا وعدہ ہے۔اپنے دل کی سلطنت پر اللہ کو بٹھاؤ۔یقین جانو اللہ جنہیں تمہارے قابل سمجھیں گے انکے دل کی سلطنت تمہیں سونپ دیں گے۔"ردا نے سر اٹھا کر اوہان کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر کہیں بھی مذاق اڑاتا تاثر نہیں تھا۔اسے اس کے چہرے پر محبت کا تاثر نظر آیا جس میں بھائیوں جیسی شفقت اور تحفظ تھا۔جس کی آنکھوں میں ہر کھوٹ سے پاک سچائی کا رنگ

www.novelsclubb.com

تھاجو کسی کو بھی اسکا گرویدہ کردے اگروہ گرویدہ ہوئی تو غلط نہیں ہوئی تھی۔ ردا نے نظریں چرائی تھیں۔

آئی ایم سوری میں آئندہ ایسی بات نہیں کروں گی۔" وہ کہہ کر پلٹ گئی۔ اس لمحے دل کو" ٹوٹنا چاہیے تھا لیکن حیران کن طور پر اسکا دل نہیں ٹوٹا تھا۔ اسے اب تذلیل بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ پچھلے دنوں سے شیطان کے پھیلائے جس جال میں پھنسی تھی اوہان اسے وہاں سے کھینچ لایا تھا۔ اس لمحے اسے اوہان سے کوئی شکوہ نہیں تھا شاید اوہان اسکی محبت ایکسیپٹ کرلیتا تو زندگی کے کسی لمحے اسکا مان خود سے اٹھ جاتا، وہ اپنی نظروں میں خود گر جاتی۔ اس لمحے محسوس ہوا تھا کہ اوہان نے اسے بچالیا تھا خود کی نظروں میں گرنے سے۔ اسے خالی ہاتھ لوٹا کر اوہان نے اسے باعزت کر دیا تھا، اس نے اسکے بھٹکتے قدموں کو روک کر صراط المستقیم کا راستہ دکھایا تھا۔ اس لمحے اسے احساس ہوا کہ بحیثیتِ انسان اوہان کی محبت پاکیزہ تھی۔ وہ جنہیں اپنا سمجھتا تھا انکے قدموں کو بھٹکاتا نہیں تھا بلکہ محبت سے انکی تصیح کرتا تھا۔ کیا وہ کوئی فرشتہ تھا؟ پتہ نہیں لیکن ردا کو اس لمحے وہ ایسا فرشتہ ہی محسوس ہوا تھا جو اسکی قسمت میں نہ تھا۔ اسے یاد آیا تھا کہ قرآن میں کہیں اللہ نے کہا ہے کہ پاکیزہ مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ پھر کیسے ممکن تھا کہ اوہان

جیسا شخص اسکی قسمت میں لکھ دیا جاتا؟اندر کی جانب بڑھتے اسکی نظر سید ھا زرش پر گئی تھی جولان کے دہانے پر پریشان چہرہ لیے ردا کو تک رہی تھی۔اسکے تاثرات سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب سن چکی ہے۔ردا کو ایک لمحے کے لیے افسوس ہوا۔کاش یہ بات اسکے اور اوہان کے درمیان ہی رہتی تو وہ ہتک محسوس نہ کرتی۔زرش اسکی نم آنکھوں کو دکھ سے دیکھ رہی تھی اسکے تمام الفاظ کہیں دب سے گئے تھے۔ردا نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھا اور اپنے آنسوؤں کو روکتی لان سے لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔ وہ اور مائرہ صبح سے ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔آمنہ کی گواہی ہو گئی تھی اسی لیے دو دنوں بعد پھوپھو وغیرہ واپس آرہے تھے اسی سلسلے میں شبانہ بیگم نے شاپنگ کے لیے مائرہ کو ساتھ بلوالیا تھا۔اوہان کی نظر زرش پر گئی تو وہ اس تک آیا۔

جا کر ردا کو دیکھو وہ ہرٹ ہے۔اور اسے غلط نہیں سمجھنا۔"اوہان کی بات پر زرش نے" اسکی جانب ناراضگی سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

مجھے لگتا تھا کہ میں ردا کو نہیں سمجھتی لیکن اب لگتا ہے کہ میں ہی تو ردا کو سمجھتی ہوں۔"""" ناراضگی سے کہہ کر وہ پلٹ گئی اور اوہان سمجھ نہیں سکا اسکی ناراضگی کی وجہ۔

•••••••••••••••••••••••••••

آمنہ اسکے جواب کی منتظر تھی۔

کیسے نکالا تھا مجھے وہاں سے باہر؟"آمنہ کی آواز میں تجسس تھا۔دراب خاموش رہا اور باہر" دیکھتا رہا۔

کس نے نکالا مجھے باہر؟اور کیسے پتہ چلا کہ میں کہاں ہوں؟"دراب نے پھر کوئی جواب" نہیں دیا۔وہ اسے اب نظرانداز کر رہا تھا۔

دراب؟آپ سن رہے ہیں میری بات؟"وہ قدرے اونچا بولی تھی۔"

چیخ کیوں رہی ہو؟سن رہا ہوں اب سر نہ کھاؤ۔"اس نے آمنہ کے الفاظ اسے لوٹائے" تھے۔آمنہ کا منہ کھل گیا۔

www.novelsclubb.com

اچھا ایم سوری مجھے آپ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"ہتھیار گرا کر اس نے" معافی مانگنا بہتر سمجھا۔ظاہر ہے ایک شخص اس کے لیے اپنا وقت نکال کر خیال رکھ رہا ہے بھلا اس سے اسکا کیا فائدہ اور وہ اس طرح بی ہیو کر رہی تھی۔

اس کے معافی مانگنے پر بھی دراب کچھ نہ بولا، سامنے سڑک پر پڑی برف کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے چولستان سے آیا ہوا شخص پہلی بار برف دیکھ رہا ہو۔

"اب آپ روٹھی ہوئی ساسوں کی طرح مجھے بلاوجہ نکھرے دکھا رہے ہیں۔" آمنہ کے منہ بنا کر کہنے پر اس نے اپنی ابھرتی مسکراہٹ کو چھپایا۔

"کیا وہ... فرح پکڑی گئی؟" آمنہ کے اگلے سوال پر اس نے گہرا سانس لیا۔اور گردن کو اثبات میں ہلایا۔آمنہ کو احساس ہوا جیسے اسکے دل پر ایک ٹھنڈی سکون کی پھوار برسی ہو۔

"یہ سب میری وجہ سے ممکن ہوا۔" ٹیرس پر داخل ہوتے احمد کی فخر سے ڈوبی آواز پر دونوں نے پلٹ کر احمد کو دیکھا۔آمنہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"اچھا کیسے؟" وہ آمنہ اور دراب کے درمیان آکر کھڑا ہوا جب آمنہ نے پوچھا۔احمد نے ایڈوینچرس وے میں وہ واقعہ دہرا دیا کہ کیسے اس نے اوہان کے کہنے پر اس وین کا پیچھا کیا اور وہاں تک موبائل پہنچایا۔اور کس طرح اس موبائل کے ذریعے آمنہ کو ٹریس کیا گیا۔

وین والوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ پولیس انکا پیچھا کر رہی ہے اسی لیے انہوں نے جنگل میں جا کر وین بدلی تھی۔تب ان سب کو لگا کہ اب وہ آمنہ کو نہیں ڈھونڈ پائیں گے لیکن پولیس

نے اس وین کو ٹریس کر کے کچھ آدمی پکڑ لیے، وہ منہ کھولنے کو تیار نہ تھے۔ان پر پولیس نے بہت تشدد کیا اور آخر کار ان میں سے ایک شخص منہ کھولنے کو تیار ہو گیا۔تب تک اوہان اور نعیم صاحب بھی کویت پہنچ چکے تھے۔اس آدمی کی بتائی گئی لوکیشن پر پہنچ کر پولیس نے فرح کو گرفتار کر لیا اور معلوم ہوا کہ آمنہ کو ایک دن پہلے ہیومن ٹریفکنگ کے لیے ملک سے باہر تھائی لینڈ غیر قانونی طریقے سے بھیجا جا چکا تھا۔ان دنوں دراب پاکستان تھا۔اس کے پاس تھائی لینڈ کی نیشنیلٹی تھی اسی وجہ سے دراب سے رابطہ کر کے اسے تھائی لینڈ پہنچنے کو کہا گیا۔اتفاق سے دراب کے دوست کا کزن جو سپیشل پولیس فورسز میں تھا وہ آلریڈی اس قسم کے گینگز کے خلاف کارروائی کر رہے تھے۔فرح کے ذریعے اس گینگ کے ایک آدمی کا پتہ چلا اور اس آدمی پر نظر رکھ کر ایسی جگہوں اور مزید آدمیوں کا پتہ چلا۔پولیس کی مسلسل کاروائی سے تھائی لینڈ میں اس ایک مہینے روز کہیں نا کہیں سے ایسے لوگوں کو بازیاب کروایا جاتا۔تقریباً مہینے بعد دراب کو ان لوگوں میں ایک آمنہ ملی تھی۔ اسے ایک دن پہلے ہی نکلوایا گیا تھا۔اور وہ ہسپتال میں بیہوش تھی۔اس نے فوراً سب سے کانٹیکٹ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

آمنہ کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ وہ سب وقت اور حالات اسکے دماغ کی سلیٹ پر دوبارہ نمایاں ہو گئے تھے۔ ایک دم سے ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ سب واپس آ گیا ہے۔ وہ ایک دم سے ٹیرس سے ہٹی اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

آمنہ آپی؟" احمد اس کے پیچھے بڑھنے لگا کہ دراب نے اسے روک دیا۔"

"جانے دو۔"

لیکن آمنہ آپی..؟" احمد پریشان تھا۔"

احمد وہ آہستہ آہستہ نارمل ہو گی۔ اسے وقت دو۔ ہم سب جتنی کوشش کر سکتے تھے کر" رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو اس سچویشن سے نکالے۔ وہ بہت بہادر ہے جلد نکال لے گی خود کو۔ بس اسے وقت دو اور ایسے محسوس کرواؤ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔"

دراب کی بات پر احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن دل پریشان ہو گیا تھا۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••

وہ زرش کے کمرے میں بیڈ پر ٹانگیں اٹھا کر سینے سے لگا کر بازوؤں کے گھیرے میں دے کر بیٹھ گئی تھی۔ چہرہ چھت کی جانب اٹھا کر نکلتے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ

بہے چلے جارہے تھے۔ زرش نے کمرے میں آکر دروازہ بند کر دیا۔ زرش کی آہٹ محسوس کر کے اس نے چہرہ ٹانگوں میں چھپا دیا۔ ایک دم سے ہر احساس پر ذلت کا احساس غالب آگیا۔ کیا ضروری تھا کہ ہمیشہ ان بہن بھائیوں کے سامنے محبت کی بھیک میں ہی اسے ذلیل کیا جائے؟ کیا ضروری تھا کہ محبت کی بھیک کے لیے وہ انہی کے دروازے پر آتی؟ اس نے کیوں کھٹکھٹایا انکا دروازہ؟ یہ سب اب ہنس رہے ہوں گے اس پر، اسکی بے بسی پر، محبت کے معاملے میں یہ بہن بھائی ہمیشہ سے ہی مالا مال رہے ہیں انہیں کیا احساس کہ ردا کہ دل پر اس لمحے کیا بیت رہی تھی؟ تمام تلخ خیالوں میں گھری وہ گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی جب اسے کسی کا نرم سا سہارا محسوس ہوا تھا۔ زرش نے اسے اپنے ساتھ لگا یا تھا اور محبت سے اسکی کمر سہلا رہی تھی۔ اس لمس میں گرمائش تھی، احساس تھا، اپنا پن تھا۔ ردا کا دل پگھلتا چلا گیا۔ ہر تلخ خیال پر اس ساتھ کا اپنا پن غالب آتا گیا۔ بازو کھول کر زرش کے گرد باندھ کر وہ روئی تو بے انتہا روئی، زرش نے اسے رونے دیا، روکا نہیں۔ وہ چاہتی تھی کہ انہی آنسوؤں میں اسکا سارا غبار نکل جائے۔ وہ رو رو کر چپ ہو گئی تو زرش نے اسے پانی کا گلاس اور ٹشو باکس پکڑایا۔ پانی پی کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

www.novelsclubb.com

تمہیں مجھ پر ہنسی آرہی ہوگی؟تم سوچ رہی ہوگی کہ کیسی لڑکی ہے جسکی کوئی عزتِ نفس" نہیں یا تمہیں مجھ پر غصہ آرہا ہوگا کہ کیسی لڑکی ہے جو میرے بھائی پر ڈورے ڈالنے کی کوشش میں ہے۔"آنسو پونچھتے ہوئے اس نے خود کا مذاق اڑاتے انداز میں کہا۔تو زرش دھیما سا مسکرادی۔

میں سوچ رہی ہوں کہ ہم لڑکیاں بہت مختلف ہو کر بھی بالکل ایک جیسی ہوتی ہیں۔""" بیڈ پر ردا کے مقابل بیٹھتے ہوئے وہ اپنی بات سے ردا کو چونکا گئی تھی۔

مجھے آج احساس ہوا ہے ردا کہ ہم لڑکیوں کو کیا چیز اٹریکٹ کرتی ہے۔"پاؤں اکٹھے " کرکے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ مسکرا کر بولی تھی۔

کیا؟"ردا کے دکھ پر اس لمحے تجسس غالب آیا تھا۔"

توجہ،محبت،تحفظ،فکر اور عزت۔یہ پانچ چیزیں ہمیں جس انسان سے ملتی محسوس ہوتی" ہیں ہمارا دل اسی کی جانب کھینچا چلا جاتا ہے۔"زرش نے ہر ہر لفظ سوچ سوچ کرادا کیا تھا۔

کیا تم کبھی کسی کی جانب اٹریکٹ ہوئی ہو؟"ردا کے سوال پر ایک عکس اس کے ذہن پر " لہرایا تھا۔زرش نے گردن دھیمی سی ہاں میں ہلائی تھی۔

میری اٹریکشن کی بھی شاید یہ ہی وجہ تھی۔میں کبھی بھی اس اٹریکشن کو محبت کا نام نہیں" دوں گی ردا۔کیونکہ ہم انسان ہیں اور اچھی چیزوں اور اچھے لوگوں کو پسند کرنا ہماری فطرت میں ہے لیکن محبت فطری نہیں۔محبت فطری طور پر صرف والدین یا خونی رشتوں سے ہوتی ہے باقی محبتیں تو ہم خود انڈیوس کرتے ہیں اور بے شک فطری محبتوں میں ہمارا اختیار نہیں ہوتا جبکہ ان محبتوں میں ہمارے پاس اختیار بھی ہوتا ہے اور چناؤ کے لیے دوسرا راستہ بھی۔مجھے بھی شیطان نے سبز باغ دکھا کر بہلایا تھا لیکن میرے پیارے اللہ نے میرے قدموں کو بھٹکنے سے روک لیا جیسے تمہارے قدموں کو روک لیا گیا ہے۔اللہ اپنے بندوں کو تھام لیتے ہیں کسی کو کھائی کی اذیت سے گزار کر اور کسی کو کھائی میں گرنے سے پہلے ہی باہر کی چھوٹی چھوٹی اذیتوں سے روشناس کروا کر۔"ردا کی آنکھوں میں سوال ابھرا تھا۔

www.novelsclubb.com

اللہ نے مجھے کیسے تھاما؟"اسکا سوال متوقع تھا۔ "

دل توڑ کر۔"زرش کا جواب شفاف تھا لیکن اسکی سمجھ سے باہر تھا۔ردا کے چہرے پر" ناسمجھی دیکھ کر وہ مزید بولی۔

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ہم جب گناہ کرتے ہیں تو گناہوں کی شدت سے ہمارے دل "
اس حد تک کالے ہو جاتے ہیں کہ ان میں گنجائش ہی نہیں رہتی کہ اللہ کی محبت بس سکے۔
وہ دل ناکارہ ہو جاتے ہیں بالکل رسٹڈ میٹل (rusted metal) کی طرح۔
ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے پھر اللہ ان دلوں کو توڑ دیتے ہیں اور موقع دیتے ہیں ان
دلوں کو نئے سرے سے ہیل ہونے کا۔ یہ ہمارے لیے اپورچیونٹی
(opportunity) ہوتی ہے کہ ہم نئے سرے سے اپنے دل کی پرورش کریں۔ یہ
وقت ہے صحیح مرہم لگانے کا۔ بہت سے لوگ اس اپورچیونٹی کو گوا دیتے ہیں کیونکہ وہ
پہچان ہی نہیں پاتے کہ انکے دل کو ہیلنگ کے لیے کس مرہم کی ضرورت ہے۔ "

"مطلب؟"

مطلب یہ کہ ہوا تمہیں زکام ہے اور تم کسی پٹی بند کے پاس چلی گئی ہو پاؤں دکھانے جو "
تمہارے پاؤں کو چیک کرتے وقت ایک بار ضرور تمہارے پاؤں کو توڑ کر اس پر پٹی
کر دے گا۔ تمہیں پاؤں کی تکلیف میں زکام تو بھول ہی جائے گا۔ اور کچھ عرصے میں پاؤں
ٹھیک ہو جائے گا تب تک زکام بھی ختم ہو جائے گا۔ لیکن فائدہ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ "

www.novelsclubb.com

"ٹھیک مرہم کہاں سے ملے گا؟"

اللہ کے پاس سے۔اس اپور چیونٹی کا فائدہ اٹھاؤاور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔ٹھیک چوٹ کا" بالکل ٹھیک مرہم ملے گااور تو اور اللہ کے سامنے جھک کر اپنی تکلیف بیان کرو گی تو اپنی تکلیف بھی خوبصورت لگنے لگے گی۔"زرش کے چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ تھی۔

کیا تم اس انسان کو بھول گئی ہو؟"ردا کے سوال پر وہ ہنس دی۔"

الحمدللہ اچھا خاصہ آئی کیو ہے میرا،دماغ میں پیسٹ ہوئی چیز کیسے بھول سکتی ہوں؟دماغ" میں چیزوں کو ڈالنا یا نکالنا انسان کے بس میں نہیں۔لیکن جو بس میں ہے وہ یہ کہ آپ اس کے متعلق سوچنا چھوڑ دو اگر چھوڑ نہیں سکتے تو کم کر دو اور اپنی ترجیحات سے اس شخص کو نکال دو۔وہ جتنا بھی اچھا کیوں نہیں تھا،کسی فرشتے کا عکس ہی کیوں نہیں تھا اگر آپکی قسمت میں نہیں تو مطلب اسکا حق بھی نہیں کہ آپکے دل یا سوچوں میں رہ سکے۔"زرش کے لہجے میں عزم تھا جیسے وہ ردا کے ساتھ ساتھ خود کو بھی باور کروا رہی ہو۔ردا پہلی بار مسکرائی تھی۔

واقعی جو قسمت میں نہیں اسے حق بھی نہیں کہ ہماری سوچوں یا دل میں رہے گا۔" ردا نے اسکے الفاظ دہرائے تو وہ ہنس دی۔اسکی ہنسی پر وہ مسکرادی۔

•••••••••••••••••••••••••••

آمنہ اپنی فیملی کے ساتھ آج پاکستان واپس آ رہی تھی۔اور سب شام کو انہیں ریسیو کرنے ائیر پورٹ جانے والے تھے۔مائرہ کے ساتھ ردا صبح ہی آ گئی تھی۔وہ ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے پچھلے دنوں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔اوہان اس کے سامنے جھجک رہا تھا لیکن وہ نارمل تھی۔نہ اس نے ایسی کوئی بات کی اور نہ کچھ ظاہر کیا۔ردا کو اس حد تک نارمل دیکھ کر وہ بھی ریلیکس ہو گیا تھا۔

•••••••••••••••••••••••••••

" آمنہ! لوگوں سے عزت کی امید مت رکھنا، تم بس اتنا یاد رکھنا کہ تم سے جتنی بھی غلطیاں ہوئیں اس کے باوجود اللہ نے تمہیں موقع دیا ہے۔اسے اویل کرنا، کسی کی باتوں میں آ کر ضائع نہ کر دینا۔" آج سب پاکستان واپس جا رہے تھے۔سب ناشتے کی ٹیبل سے

اٹھ گئے تھے آمنہ اٹھنے لگی لیکن دراب کی بات پر رک گئی۔آمنہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میری بات تمہیں بری لگے گی پر سچ ہے۔آمنہ تمہاری آزمائش ابھی ختم نہیں ہوئی۔ تمہارے گھر والے، تمہارے اپنے تمہارا دل نہیں دکھائیں گے نا تمہاری کردار کشی کریں گے لیکن باہر کے لوگ یہ کام ضرور کریں گے۔تم سے مختلف سوال پوچھیں گے اور اپنے اندازے لگا کر تمہارا دل توڑیں گے۔انکی باتوں پر دھیان نہ دینا۔"آمنہ کی نظریں جھک گئی تھیں۔

"اسی آزمائش سے بچنے کے لیے تم یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی نا؟اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ لوگوں کی باتوں سے یا ان سے بالکل نہ ڈرنا۔انکے الفاظ دل زخمی ضرور کریں گے لیکن کوئی تمہارا کچھ بگاڑ نہیں پائے گا۔اس کا اندازہ تم یہاں سے لگا لو تم ایک مہینے سے زیادہ عرصہ وحشی صفت لوگوں میں رہی ہو اور وہاں سے بخیریت اللہ تمہیں واپس لائے ہیں۔ بظاہر یہ ناممکن لگتا ہے لیکن اللہ نے ممکن کر دیا۔اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی لیے تم کسی کی بھی باتوں کو اہمیت نہ دینا۔"آمنہ کچھ نہ بولی بس سر

جھکائے بیٹھی رہی۔وہ ناجانے یہ سب اسے کیوں سمجھا رہا تھا۔شاید اسے ٹوٹا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

آمنہ بیٹے تیار ہو جاؤ، کچھ دیر میں نکلنا بھی ہے۔"کمرے سے نکلتی سارہ بیگم اسے وہیں" بیٹھا دیکھ کر بولیں۔تو آمنہ سر ہلا کر اٹھ گئی۔دراب نے دیکھا وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی شاید اسکے لفظوں نے اسے تکلیف پہنچائی تھی۔

پاکستان میں اپنا خیال رکھنا!"وہ پلٹی تو دراب نے کہا وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی" گئی تھی۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی دیں گے کہ اگر کوئی تمہیں تمہارے کردار کا آئینہ دکھائے تو اسکی باتوں پر دھیان نہ دینا۔وہ اپنے ماں باپ کے سامنے سر نہ اٹھا پائی تھی۔انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا تھا لیکن ایک شکوہ تھا جو وہ اپنی باپ کی آنکھوں میں پڑھتی تھی۔محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے باپ کے کندھے جھک گئے ہوں۔جیسے وہ پہلے کی طرح سر اٹھا کر نہ چلتے ہوں۔دل چاہتا تھا کہ کوئی معجزہ ہو جائے اور وقت میں پیچھے جا کر خود کو روک دے۔اپنے گمراہی کی طرف اٹھتے قدموں کو توڑ دے۔اپنی بھٹکتی آنکھوں کو باہر نکال دے کچھ بھی کرے بس وہ سب ہونے سے روک دے جس کے بعد اسکے باپ کی گردن جھکی تھی۔

•••••••••••••••••••••••••••

انہیں ائیر پورٹ چھوڑ کر وہ واپس جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب یہ سرزمین چھوڑ کر واپس جانے والے تھے۔ ایک دم سے دل اداس سا ہوا تھا۔ اسے ہمیشہ سے اکیلے رہنے کی عادت تھی، کبھی اداسی محسوس نہیں ہوئی آج پہلی بار ہوئی تھی۔ گاڑی کو سڑک کنارے پارک کر کے وہ رک گیا۔ پتہ نہیں کیوں لیکن اس لمحے اسے فکر ہوئی تھی کہ پاکستان میں سب کا رویہ آمنہ سے کیسا ہو گا۔ اپنے گھر والوں کے رویئے سے وہ واقف تھا جانتا تھا کہ اسکی والدہ باتوں باتوں میں ضرور آمنہ کو کریدنے کی کوشش میں اسے ہرٹ کریں گی۔ موبائل نکال کر اس نے پاکستان کال ملائی تھی۔ غیر متوقع طور پر کال ردا نے اٹھائی تھی اور اسکا موڈ کافی بہتر لگ رہا تھا۔ وہ بتا رہی تھی کہ وہ بھابھی کے ساتھ چچا کی طرف آئی ہوئی ہے۔ دراب کی پہلے بھی جتنی بار ردا سے بات ہوئی وہ ہمیشہ حیران ہو جاتا۔ اس کے رویئے میں بہت بدلاؤ آیا تھا ایک دم سے۔

www.novelsclubb.com

"ردا! آمنہ کا خیال رکھنا۔ کوشش کرنا کہ امی یا کوئی اس سے ایسے سوال نہ کریں کہ وہ ہرٹ ہو۔" ردا نے اسے مطمئین کروا دیا تھا۔

••••••••••••••••••••••••••••

شام کو دونوں فیملیز ائیر پورٹ گئیں۔زرش اور ردا آمنہ کو گلے لگا کر بہت روئی تھیں۔ ائیر پورٹ پر ایک جذباتی سین چلا تھا۔واپسی کے سفر پر اوہان،زرش،ردا اور دونوں بچوں کے ساتھ آمنہ اور احمد گاڑی میں تھے۔پھوپھو اور پھوپھا جان تایا جان اور تائی کے ساتھ گاڑی میں تھے جبکہ مائرہ اور فیض کے ساتھ اگلی سیٹس پر نعیم صاحب اور شبانہ بیگم تھے۔ نعیم صاحب کی عادت تھی وہ اپنی موجودگی میں کسی کو گاڑی چلانے نہ دیتے تھے۔آج بھی خود چلا رہے تھے۔

دونوں گاڑیاں نعیم صاحب کے گھر کی جانب تھیں کیونکہ پھوپھو نے نعیم صاحب کی طرف رکنا تھا۔

ریڈ یمیڈ ڈنر لینے کے لیے نعیم صاحب کی گاڑی کا رخ ایک ریستوران کی جانب تھا۔نعیم صاحب اور شبانہ بیگم گاڑی میں ہی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ فیض اور مائرہ سامان لینے اندر گئے ہوئے تھے۔تب ایک دم سڑک کی دوسری جانب کاٹن سے لدا ہوا ٹرک ٹرن کرتا ہوا ان

بیلنس ہوااور روڈ کی حاشیہ توڑتے ہوئے سڑک سے باہر انکی گاڑی سے آٹکرایا۔گاڑی آگے سے تقریباً کچلی گئی تھی۔

••••••••••••••••••••••••••••

(اگلی قسط انشاءاللہ جلد ہی۔)

www.novelsclubb.com